خلافت راشدہ	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	حق چار یار
شمارہ نمبر ۵۰	وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۝	جولائی ۲۰۲۶ء

مجلہ پشاور

راہ ھدایت

- عالم برزخ کے حوالے سے چند سوالات کے جوابات
- مماتیوں کے توحیدی عقائد
- غیر مقلدین کے ایک وسوسے کا جواب
- مناظرہ استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدیر اعلی

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی

ناشر

نوجوانان احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

اہل السنّۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے افکار و نظریات کا امین

مجلّہ راہ ھدایت پشاور

صفحہ	فہرست مضامین

نوٹ: مجلّہ راہِ ہدایت کے تمام شمارے صرف PDF کی صورت میں دستیاب ہیں!

مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

مماتیوں کے توحیدی عقائد

ہمارے دیار میں شر ذمہ قلیلہ جو بنام اشاعت التوحید والسنۃ کام کرتے ہیں، اگرچہ توحید والسنت سے انکا دور کا بھی تعلق نہیں، جیسا کہ معتزلہ اپنے آپ کو اصحاب العدل والتوحید کہا کرتے تھے لیکن ان کا عدل وتوحید کے ساتھ کچھ تعلق نہیں تھا۔ عثمانیوں کی طرح ان کے کچھ خود ساختہ نظریات ہے جو انہوں نے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کے بعد تراش لیے ہیں، جو شخص ان کے مزعومہ نظریات کا حامل ہوں، وہ ان کے ہاں توحیدی ہے اور جو شخص ان مزعومہ نظریات سے دور ہوں خواہ وہ جتنا بھی فاضل، متقی اور پارسا کیوں نہ ہوں ان کے ہاں وہ موحد نہیں۔ گویا کہ اسلام کے پانچ بنیادی اصول ہیں جبکہ ان نام نہاد توحیدیوں کا ایک چھٹا اصول بھی ہے اور وہ مابہ الامتیاز بھی ہے۔ توحید اور غیر توحید میں ان کے چند مزعومہ نظریات ملاحظہ کریں۔

1).... قرآن کریم کی جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں، یہ لوگ ان آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور یہ خارجیوں کا طریقہ ہے، جن کے متعلق عبد اللہ بن عمر کا ارشاد ہے:

" ھم شرارخلق اللّٰہ ، انطلقوا الی آیات اللّٰہ نزلت فی الکفار جعلوھا علی المومنین۔

خیر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اگر مماتیوں کا پتہ ہوتا تو شاید وہ مماتیوں کو مخلوق قرار دیتے کیونکہ خارجیوں کا طریقہ تو یہ تھا کہ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات کو عام مسلمانوں پر فٹ کرتے لیکن یہ بدبخت توبتوں کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں۔

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

حضرت فرماتے ہیں:

"جب میں شعبان میں کراچی پڑھانے کے لیے جاتا ہوں تین جگہ پڑھاتا ہوں ان میں سے ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھی ہے مجھے ایک دن وہاں کے مہتمم صاحب نے کہا میری بیوی نے چٹ لکھی ہے کہ نئی لڑکی آج پڑھنے کے لیے آئی ہے اور وہ وفاق المدارس میں اول آئی ہے لیکن ہے وہ مماتی۔ وہ کہتی ہیں میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہتی ہوں آپ ذرا آج

اس مسئلہ کو بیان فرمادے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ آپ جلالین شریف کھول کر سامنے رکھ لیں اور آیت "انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جھنم" نکال لیں۔ پھر جب میں نے کہا کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک کافر عبد اللہ زبعری آٹھ دس آدمیوں کا وفد لے کر نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آکر کہا یہ آیت جو نازل ہوئی اس کا صاف مطلب ہے کہ عیسی علیہ السلام دوزخی ہیں چونکہ عیسائیوں نے انہیں خدا کا بیٹا کہا ہے۔ عزیر علیہ السلام بھی دوزخی ہیں کیونکہ یہودیوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہا ہے اور فرشتے سارے دوزخی ہیں کیونکہ عرب کا ایک قبیلہ ان کو خدا کی بیٹیاں کہتا ہے اور کہتا ہے فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اسی وجہ سے پردے میں رہتی ہیں نظر نہیں آتی۔ تو جب عزیر علیہ السلام عیسی علیہ السلام اور سارے فرشتے دوزخ میں چلے جائیں گے تو اگر ہمارے سارے پتھر کے معبود دوزخ میں چلے جائیں۔ تو یہ سودا بھی ہمیں مہنگا نظر نہیں آتا۔ اس پر انہوں نے بڑا مذاق اڑایا تالیاں بھی بجائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جواب خود ارشاد فرمانے سے پہلے وحی کا انتظار فرماتے۔ کہ شاید من جانب اللہ کوئی جواب آجائے اس لیے اپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہیں۔ اور انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ لاجواب ہوگئے ہیں۔ اس پر وہ شور مچانا شروع ہوگئے۔ تو ان کے سوال کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین سبقت لھم منا الحسنی" کہ یہ لوگ اس میں شامل نہیں ہیں. پس اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کرنے کا کام عبد اللہ زبعری نے کیا اگرچہ اس نے کوئی جماعت بنا کر اس کا نام جماعت اشاعت التوحید والسنۃ یا کیپٹن عثمانی کی طرح حزب اللہ نہیں رکھا۔ لیکن یہ اصول جماعت اشاعت التوحید والسنہ اور کیپٹن عثمانی کو وہی دے کر گیا ہے۔ کہ بتوں والی آیات انبیاء پر چسپاں کرنی ہیں۔ اب وہ لڑکی پردے میں بیٹھی تھی ایک مرتبہ اس کی چیخ نکل گئی کہنے لگی آپ نے بہت سخت بات فرمائی ہیں۔ میں نے کہا بات اگرچہ سخت ہے لیکن ہے سچی۔

(تسکین الاذکیاء ص 77,78)

خیر مماتیوں کا یہی اصول ہے کہ وہ کفار یا بتوں کے بارے میں نازل آیات کو مسلمانوں یا انبیاء کرام علیہم

السلام پر چسپاں کرتے ہیں۔

2)..... ان کا عقیدہ ہے کہ آثار صحابہ و اقوال صحابہ قابل حجت نہیں۔ چنانچہ ندائے حق کے مقدمہ باز بزرگ امیر محمد بندیالوی والد عطاء اللہ بندیالوی (اگرچہ بندیالوی یاء نسبتی کے قواعد کے لحاظ سے غلط ہے بلکہ صحیح بندیالی ہے لیکن یہی غلطی پدر و پسر کا مشترکہ ہے) لکھتے ہیں:

"مولانا موصوف کو تسکین لکھتے وقت یہ قاعدہ بھول گیا تھا کہ صحابی کا قول و فعل حجت نہیں"

(ندائے حق ص19)

اس نظریہ پر مماتیوں سے ایک سوال پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سوال: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوی کیا، قرآن حکیم کے منزل من اللہ ہونے کا دعوی کیا۔ اس دعوی کے عینی شاھد کون تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین گروہ تھے۔

اول: اہل کتاب یہود و نصاری

دوم: مشرکین عرب

سوم: صحابہ کرام

مماتیوں آپ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم، دین اسلام اور قرآن کریم کو تسلیم کیا تو ان تینوں میں کس کے قول کو حجت قرار دے کر تسلیم کیا ہے کیونکہ صحابہ کرام کے اقوال و افعال تو آپ کے ہاں حجت نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اہل کتاب یا مشرکین عرب پر اعتماد کر کے ان کو تسلیم کرنے کا ایکٹنگ کیا ہے اور اہل کتاب و مشرکین عرب نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تسلیم کیا ہے، جو نسبتیں کر رہے ہیں۔ قلم اس کے لکھنے سے قاصر ہے۔ تو ان کی پیروی میں آپ کی اصل روپ بھی وہی ہے صرف دھوکہ اور تقیہ کی وجہ سے تسلیم کا اعلان کر رہے ہو کیونکہ صحابہ کے اقوال و افعال تو آپ کے ہاں حجت نہیں اور قرآن کریم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام وہی معتبر ہے جو صحابہ کے اقوال او فعال سے ثابت ہوں بلکہ یہ آپ کی توحیدیت بھی ایک معمہ ہے۔ توحید معتبر وہ ہے جو رسول اللہ نے سکھائی صحابہ کو اور صحابہ نے امت کو۔ جب کہ صحابہ کے قول و فعل آپ کے لیے حجت نہیں تو آپ کی خود ساختہ توحید ابلیسی توحید ہے۔ دنیا میں آپ کی طرح بہت سے توحید کے مدعی موجود ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ سب سے بڑا موحد تو ابلیس ہے اور اس کی توحید ایسی سخت تھی کہ خود اللہ کے حکم کے باوجود غیر اللہ کے سامنے جھکنا گوارہ نہ کیا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ آپ کی توحید کا ماخذ ابلیسی توحید ہے۔ (اگرچہ ابلیس سب سے بڑا کافر ہے لیکن اپنے زعم آپ کی طرح بڑا توحیدی بنا پھرتا تھا) وجہ یہی ہے کہ ان کی توحیدی آواز

کے تہہ میں انانیت موجود تھی "انا خیر منه "ان مماتیوں کی توحید میں بھی وہی عنصر موجود ہے۔ جمہور محققین اور اہل السنت متکلمین کے متعلق ان کے ارشادات ملاحظہ کروگے تو کانوں کو ہاتھ لگاؤ گے۔ نیلوی شاہ صاحب ندائے حق میں جگہ جگہ لکھتے ہیں:

"اگر جمہور کا یہی حال ہے تو ہم ایسے جمہور کی اتباع سے رہے، یہ جمہور ز نبور کشف، خوابیں، جنگلیوں کا مذہب ہے۔"

توجو توحید ابلیس کی تھی وہی ابلیسی توحید ان کی ہے۔

3)......ان کا عقیدہ ہے کہ جس گڑھے میں میت کو دفن کیا جاتا ہے یہ قبر نہیں۔ نہ اس میں سوال وجواب نکیرین ہوتا ہے نہ عذاب وثواب۔ یہ عقیدہ قرآن حکیم کی کم از کم دس آیات اور بے شمار احادیث کی تکذیب ہے۔

لطیفہ:

جب ہم عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحث کرتے ہیں تو مماتی کہتے ہیں قرآن پیش کرو، قرآن ۔۔۔جب ہم زمینی قبر پر آیات مبارکہ پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے لکھا ہے کہ قبر سے مراد یہ گڑھا نہیں بلکہ عالم برزخ ہے۔ اچھا جب ہم سماع موتی کے مسئلہ میں مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ یا حضرت تھانوی رحمہ اللہ یا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں بزرگوں کو نہیں قرآن پیش کرو، قرآن یعنی جب ہم بزرگ پیش کرتے ہیں تو یہ قرآن کی رٹ لگاتے ہیں لیکن جب ہم قرآن پیش کرتے ہیں تو یہ بزرگوں کے آستانوں میں چھپنے کی کوشش کرتے ہیں۔

4)......ان کا عقیدہ ہے کہ بدن انسانی کو قبر میں عذاب وثواب نہیں ہوتا کیوں کہ یہ بدن انسان ہی نہیں ہاں روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے۔ جبکہ یہ عقیدہ معتزلہ کا ہے یا کفار ہند کا۔

5)......ان کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء امت وصلحائے امت طاغوت ہیں معاذ اللہ۔ اسی طرح ملائکہ بھی طاغوت ہیں۔

(اقامۃ البرہان ص 276.277)

چونکہ یہ پنج پیر کو پانچ عدد سے ہی ثابت کرتے ہیں تو ہم نے بھی پانچ عدد ان کے خبیث نظریات بیان کیے تاکہ پنج پیر ثابت کرنے میں ان کو آسانی ہوں۔

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

وہ تمہارا حنفی شیخ الحدیث بھی غیر مقلد ہو گیا!

(غیر مقلدین کے وسوسے کا جواب)

وسوسہ:

آج کل غیر مقلدین نے حنفی عوام کو پریشان کرنے کی خاطر اور اپنے لا مذہب ساتھیوں کو مطمئن کرنے کیلئے ایک سلسلہ شروع کیا ہے، کانفرنس اور جلسوں کے اشتہارات میں اپنے علماء کے نام کے ساتھ سابق دیوبندی اور سابق حنفی جیسے لاحقے لگاتے ہیں یا حنفی مذہب کے عوام سے کہتے ہیں کہ ہمارا حق پر ہونے کی دلیل یہ بھی ہیں کہ آئے روز حنفی علماء کرام، قراء حضرات اور سنجیدہ حضرات ہماری جماعت میں داخل ہوتے جارہے ہیں۔ لیکن آپ نے نہیں سنا ہوگا کہ کوئی غیر مقلد عالم یا شیخ حنفی بنا ہوا۔ معلوم ہوا کہ اہلحدیث مذہب ہی حق مذہب ہے۔

جواب:

درحقیقت حق تک پہنچ کر حق کو قبول کرلینا یہ حقانیت وصداقت کی دلیل کہلائیگی۔ مطلق ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو قبول کرنا یہ حقانیت، صداقت اور عظمت کی دلیل کبھی بھی نہیں بن سکتی۔ مثلاً کوئی منکر خدا منکر حدیث یا قادیانی بنے یا قادیانی منکر حدیث بن جائے تو یہ حق ہونے کی دلیل نہیں، اس بات کو تو غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں واقعتاً حق کو پالینا یہ حق ہونے کی دلیل کہلائیگی۔

حجتہ اللہ فی الارض امام المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ ایک عجیب انداز سے مذکورہ وسوسہ کا جواب دیتے تھے۔ فرماتے تھے: شیطان لعین پہلے فرشتوں کی جماعت میں رہتا تھا مگر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون ومردود ٹھہرا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شیطان کا فرشتوں کی جماعت کو چھوڑ کر شیطانیت کو اختیار کر لینا حق ہونے کی دلیل ہے؟ لہذا جس طرح شیطان کو سابق رفیق ملائکہ کہہ کر فرشتوں کی عظمت وشان میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں آتی۔ بالکل اسی طرح کسی مفاد پرست کا حنفی مذہب کو چھوڑ کر لا مذہبیت اختیار کر لینے سے حنفی مذہب کی شان وعظمت میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں آنے دیتی۔ جس طرح شیطان سابق رفیق ملائکہ کی ملعونیت ومردودیت میں کسی قسم کا شک نہیں، اسی طرح اُن سابق حنفیوں کی گمراہی وضلالت میں بھی کوئی شک نہیں۔

اگر ایک مسلک کو چھوڑ کر دوسرے کو قبول کرنا حق ہونے کی دلیل ہے تو ایسے بے شمار لوگ ہیں جو پہلے اہلحدیث یعنی لامذہب غیر مقلدین تھے مگر بعد میں نیچری، منکر حدیث اور قادیانی بن گئے، کیا نیچری ہونا، یا منکر حدیث اور قادیانی ہونا حق کی دلیل بن سکتی ہے؟ غیر مقلدین خود ہی فیصلہ کریں۔

آئیں: آپ کو ان دس حضرات کا نام بتائیں گے جو پہلے اہلحدیث یعنی غیر مقلدین تھے مگر بعد میں نیچری، منکر حدیث اور قادیانی بن گئے:

(1) مرزا غلام احمد قادیانی

یہ پہلے اہلحدیث یعنی غیر مقلد تھا۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں مولانا عبد الحق بشیر خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "مرزا غلام احمد قادیانی کا فقہی مذہب، حنفیت یا غیر مقلدیت" جس میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام قادیانی پکا غیر مقلد تھا۔

(2) حکیم نور الدین سابق غیر مقلد۔

جو مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفہ اول ہے۔

(3) سکندر خان قادیانی سابق غیر مقلد۔

واضح رہے: کہ یہ سکندر خان مشہور قادیانی ظفر اللہ خان قادیانی کا داماد ہے۔

(4) بابو الٰہی بخش لاہوری قادیانی، سابق اہلحدیث۔

یہ لاہور شہر کا سب سے پہلا قادیانی ہے۔

(5) مولوی احمد حسن امرھوی سابق اہلحدیث

یاد رہے: مولوی احمد حسن امرھوی جس وقت اہلحدیث تھا اس نے شیخ الہند رحمہ اللہ کے رسالہ " ادلہ کاملہ " کا برائے نام جواب بھی لکھا تھا۔ اب اہلحدیث حضرات ذرا انصاف سے کام لیکر بتائیں کیا یہ حضرات جو پہلے اہلحدیث تھے بعد میں قادیانی بن گئے کیا یہ حق پہ ہیں۔

(6) مشہور منکر حدیث عبد اللہ چکڑالوی سابق اہلحدیث، خطیب مسجد چیانوالی لاہور۔

(7) ماسٹر احمد دین، امرتسری قادیانی (مصنف صلوۃ الرحمان) سابق اہلحدیث ہے۔

(8) نیاز فتح پوری منکر حدیث۔

سابق اہلحدیث ہے۔

(9) سر سید احمد خان نیچری، سابق اہلحدیث۔

بقول ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ

(بحوالہ، آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی صفحہ 368)

خود سر سید احمد خان اپنی غیر مقلدیت کا اعتراف بایں الفاظ کرتے ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں جس قدر اسلام کو نقصان تقلید نے پہنچایا ہے کسی چیز نے نہیں پہنچایا ہے۔

بحوالہ، مکتوبات سر سید احمد خان صفحہ 473ج1)

(10) جماعۃ المسلمین کے امام و بانی، ڈاکٹر کیپٹن مسعود احمد عثمانی کی سر براہی میں سینکڑوں اہلحدیث، اہل حدیث فرقہ کو چھوڑ کر جماعۃ المسلمین میں شامل ہو گئے۔

کیا کوئی مائی کا لال غیر مقلد یہ کہہ سکتا ہے کہ ان حضرات کا مسلک اہلحدیث کو چھوڑ کر نیچری، منکر حدیث اور قادیانی بننا حق ہونے کی دلیل ہے۔ یقیناً ہر گز نہیں۔

بحوالہ، (خاص نمبر حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ)

غیر مقلدین کو درد دل کے ساتھ دعوت فکر دیتا ہوں کہ خدارا تحقیق کے میدان میں قدم رکھ کر آگے بڑھنے کی کوشش ضرور کریں مگر ایسے شیطانی وساوس سے عوام کو ورغلانے کی شر انگیز محنت سے باز آجائیں۔

مفتی محمد محسن طارق الماتریدی صاحب حفظہ اللہ

عالمِ برزخ کے حوالے سے بعض سوالات کے جوابات

سوال نمبر ۱ : برزخ کے احوال کب سے شروع ہو جاتے ہیں؟

سوال نمبر ۲ : کیا موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد تدفین سے پہلے روح کا برزخی تعلق انسان کے جسم عنصری کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے؟

سوال نمبر ۳ : جب قبر میں حساب و کتاب ہو جاتا ہے تو آخرت میں پھر حساب کتاب کا کیا مطلب؟

الجواب

1: قطعی نصوص سے یہ بات ثابت ہے، کہ برزخ کے ابتدائی احوال تو سکراتِ موت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتے ہیں۔

1۔وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○

(سورۃ الانفال 50)

ترجمہ از بیان القرآن: "اور اگر آپ (اس وقت کا واقعہ) دیکھیں جبکہ فرشتے ان (موجودہ) کافروں کی جان قبض کرنے جاتے ہیں (اور) ان کے منہ پر اور ان کی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں اور (یہ کہتے جاتے ہیں کہ ابھی کیا ہے آگے چل کر) آگ کی سزا جھیلنا۔"

2۔وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○

ترجمہ از بیان القرآن: "اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہونگے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہونگے ہاں اپنی جانیں نکالو آج تم کو ذلت کی سزا دی جاوے گی اس سبب سے کہ تم اللہ (تعالی) کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ (تعالی) کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔"

3۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِنَازَةٍ ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ وَهُوَ يُلْحَدُ لَهُ ، فَقَالَ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ : إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي إِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ ، وَانْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا ، تَنَزَّلَتْ إِلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ كَأَنَّ عَلَى وُجُوهِهِمُ الشَّمْسَ ، مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ كَفَنٌ وَحَنُوطٌ ، فَجَلَسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ، حَتَّى إِذَا خَرَجَ رُوحُهُ ، صَلَّى عَلَيْهِ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، وَكُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ ، لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ يَدْعُونَ اللَّهَ : أَنْ يُعْرَجَ بِرُوحِهِ مِنْ قِبَلِهِمْ ، فَإِذَا عُرِجَ بِرُوحِهِ قَالُوا : رَبِّ عَبْدُكَ فُلَانٌ ، فَيَقُولُ : أَرْجِعُوهُ ، فَإِنِّي عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ ، وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى قَالَ : فَإِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ ، إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ ، فَيَأْتِيهِ آتٍ فَيَقُولُ : مَنْ رَبُّكَ ؟ مَا دِينُكَ ؟ مَنْ نَبِيُّكَ ؟ فَيَقُولُ : رَبِّيَ اللَّهُ ، وَدِينِيَ الْإِسْلَامُ ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَيَنْتَهِرُهُ فَيَقُولُ : مَنْ رَبُّكَ ؟ مَا دِينُكَ ؟ مَنْ نَبِيُّكَ ؟ وَهِيَ آخِرُ فِتْنَةٍ تُعْرَضُ عَلَى الْمُؤْمِنِ ، فَذَلِكَ حِينَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : { يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ } فَيَقُولُ : رَبِّيَ اللَّهُ ، وَدِينِيَ الْإِسْلَامُ ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَيَقُولُ لَهُ : صَدَقْتَ ، ثُمَّ يَأْتِيهِ آتٍ حَسَنُ الْوَجْهِ ، طَيِّبُ الرِّيحِ ، حَسَنُ الثِّيَابِ ، فَيَقُولُ : أَبْشِرْ بِكَرَامَةٍ مِنَ اللَّهِ وَنَعِيمٍ مُقِيمٍ ، فَيَقُولُ : وَأَنْتَ فَبَشَّرَكَ اللَّهُ بِخَيْرٍ ، مَنْ أَنْتَ ؟ فَيَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ ، كُنْتَ وَاللَّهِ سَرِيعًا فِي طَاعَةِ اللَّهِ ، بَطِيئًا عَنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ ، فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ الْجَنَّةِ ، وَبَابٌ مِنَ النَّارِ ، فَيُقَالُ : هَذَا كَانَ مَنْزِلَكَ لَوْ عَصَيْتَ اللَّهَ ، أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ هَذَا ، فَإِذَا رَأَى مَا فِي الْجَنَّةِ قَالَ : رَبِّ عَجِّلْ قِيَامَ السَّاعَةِ كَيْمَا أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي وَمَالِي ، فَيُقَالُ لَهُ : اسْكُنْ . وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ

فِي انْقطَاعٍ منَ الدُّنْيَا ، وَإِقْبَالٍ منَ الآخرَة ، نَزَلَتْ عَلَيْه مَلاَئكَةٌ غلاَظٌ شدَادٌ ، فَانْتَزَعُوا رُوحَهُ ، كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ الْكَثيرُ الشِّعْب منَ الصُّوف الْمُبْتَلِّ ، وَتُنْزَعُ نَفْسُهُ مَعَ الْعُرُوق ، فَيَلْعَنُهُ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاء وَالأَرْض ، وكُلُّ مَلَكٍ في السَّمَاء ، وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاء ، لَيْسَ منْ أَهْلِ بَابٍ ، إِلاَّ وَهُمْ يَدْعُونَ اللَّهَ : أَنْ لاَ تَعْرُجَ رُوحُهُ منْ قبَلهمْ ، فَإِذَا عُرِجَ برُوحه ، قَالُوا : رَبِّ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ عَبْدُكَ ، قَالَ : أَرْجعُوهُ ، فَإِنِّي عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّي منْهَا خَلَقْتُهُمْ ، وَفيهَا أُعيدُهُمْ ، وَمنْهَا أُخْرجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى ، قَالَ : فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نعَال أَصْحَابه ، إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ ، قَالَ : فَيَأْتيه آتٍ فَيَقُولُ : مَنْ رَبُّكَ ؟ مَا دينُكَ ؟ مَنْ نَبيُّكَ ؟ فَيَقُولُ : لاَ أَدْري ، فَيَقُولُ : لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَوْتَ ، وَيَأْتيه آتٍ قَبيحُ الْوَجْه ، قَبيحُ الثِّيَاب ، مُنْتنُ الرِّيح فَيَقُولُ : أَبْشرْ بهَوَانٍ منَ اللَّه ، وَعَذَابٍ مُقيمٍ ، فَيَقُولُ : وَأَنْتَ ، فَبَشَّرَكَ اللَّهُ بالشَّرِّ مَنْ أَنْتَ ؟ فَيَقُولُ : أَنَا عَمَلُكَ الْخَبيثُ ، كُنْتَ بَطيئًا عَنْ طَاعَة اللَّه ، سَريعًا في مَعْصيَة اللَّه ، فَجَزَاكَ اللَّهُ شَرًّا ، ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَصَمُّ أَبْكَمُ في يَده مرْزَبَةٌ ، لَوْ ضُربَ بهَا جَبَلٌ كَانَ تُرَابًا ، فَيَضْربُهُ ضَرْبَةً حَتَّى يَصيرَ تُرَابًا ، ثُمَّ يُعيدُهُ اللَّهُ كَمَا كَانَ ، فَيَضْربُهُ ضَرْبَةً أُخْرَى ، فَيَصيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلاَّ الثَّقَلَيْنِ . قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازبٍ : ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ منَ النَّار وَيُمَهَّدُ منْ فُرُشِ النَّار ، وحَدَّثَنَاهُ أَبُو الرَّبِيعِ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ ، عَنِ الْمنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ زَاذَانَ ، عَنِ الْبَرَاء بْنِ عَازِبٍ ، مثْلَهُ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے کے لیے نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ کے گرد اس طرح بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جبکہ میت کے لیے لحد تیار کی جا رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا:

"میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں عذابِ قبر سے۔"

پھر فرمایا:

"جب مومن دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی طرف بڑھنے کے مرحلے میں ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے ایسے فرشتے اترتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے۔ وہ اس سے حدِّ نگاہ تک فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں۔

پھر جب اس کی روح نکلتی ہے تو زمین و آسمان کے درمیان موجود ہر فرشتہ اور آسمان کا ہر فرشتہ اس پر رحمت کی دعا کرتا ہے، اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ آسمان کے ہر دروازے والے فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان ہی کی طرف سے اوپر لے جائی جائے۔

جب اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسے واپس لوٹا دو، کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں نے انہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے، اسی میں انہیں واپس لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔

پھر وہ اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ اسے دفن کر کے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور پوچھتا ہے:

تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟

وہ جواب دیتا ہے:

میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر فرشتہ سختی سے دوبارہ پوچھتا ہے:

تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟

اور یہی وہ آخری آزمائش ہے جو مومن پر پیش کی جاتی ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے۔"

پس وہ کہتا ہے:

میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تب اسے کہا جاتا ہے:

"تو نے سچ کہا۔"

پھر اس کے پاس ایک نہایت حسین چہرے والا، خوشبودار اور عمدہ لباس پہنے ہوئے شخص آتا ہے اور کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت و کرامت اور دائمی نعمت کی خوشخبری قبول کرو۔"

وہ کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہیں بھی خیر کی خوشخبری دے، تم کون ہو؟"

وہ جواب دیتا ہے:

"میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تیز اور اس کی نافرمانی میں سست تھے، اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔"

پھر اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ اور جہنم کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے:

"اگر تم اللہ کی نافرمانی کرتے تو یہ تمہارا ٹھکانا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے تمہیں یہ مقام عطا فرما دیا ہے۔"

جب وہ جنت کی نعمتیں دیکھتا ہے تو کہتا ہے:

"اے میرے رب! قیامت جلد قائم فرما تاکہ میں اپنے اہل و عیال اور اپنے مال کی طرف لوٹ جاؤں۔"

تب اسے کہا جاتا ہے:

"اطمینان سے آرام کرو۔"

اور جب کافر دنیا سے جدا ہونے اور آخرت کی طرف بڑھنے کے مرحلے میں ہوتا ہے تو اس کے پاس سخت گیر اور ہیبت ناک فرشتے اترتے ہیں۔ وہ اس کی روح کو اس طرح کھینچ کر نکالتے ہیں جیسے کئی کانٹوں والا سیخ بھیگی ہوئی اون میں سے کھینچا جاتا ہے، اور اس کی روح رگوں سمیت کھینچ لی جاتی ہے۔

زمین و آسمان کے درمیان موجود ہر فرشتہ اور آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے، اور آسمان کے دروازے اس کے لیے بند کر دیے جاتے ہیں۔ آسمان کے ہر دروازے والے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کی جانب سے اوپر نہ آئے۔

جب اس کی روح اوپر لے جائی جاتی ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں:

"اے رب! تیرا فلاں بن فلاں بندہ حاضر ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اسے واپس لوٹا دو، کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں نے انہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے، اسی میں انہیں واپس لوٹاؤں گا اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔"

پھر وہ اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ اسے چھوڑ کر واپس جا رہے ہوتے ہیں۔

اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور پوچھتا ہے:

تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟

وہ کہتا ہے:

"میں نہیں جانتا۔"

اس سے کہا جاتا ہے:

"نہ تو نے خود جانا اور نہ ہی تلاوت کی۔"

پھر اس کے پاس ایک نہایت بدصورت چہرے والا، گندے لباس والا اور بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے:

"اللہ تعالی کی طرف سے ذلت اور دائمی عذاب کی خبر سن لے۔"

وہ کہتا ہے:

"اللہ تعالی تجھے بھی برائی کی خبر دے، تو کون ہے؟"

وہ جواب دیتا ہے:

"میں تمہارا برا عمل ہوں۔ تم اللہ تعالی کی اطاعت میں سست اور اس کی نافرمانی میں تیز تھے، اللہ تعالی تمہیں برا بدلہ دے۔"

پھر اس پر ایک اندھا، بہرا اور گونگا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک بھاری گرز ہوتا ہے۔ اگر اس گرز سے کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی بن جائے۔ وہ اس کے ایک ضرب لگاتا ہے یہاں تک کہ وہ مٹی کی طرح ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالی اسے پہلے کی طرح بنا دیتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ اسے مارتا ہے تو وہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن وانس کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"پھر اس کے لیے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کے لیے جہنم کے بستروں میں سے بستر بچھا دیا جاتا ہے..."۔

(مسند أحمد ابن حنبل أول مسند الْكوفيين حديث الْبراء بْن عازب حديث رقم 18321)

التخريج

اخرجه أبو داود في سننه (بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ برقم 4190 و بَابُ الْجُلُوسِ عِنْدَ الْقَبْرِ برقم 2847) والنسائي في الصغرى (الوقوف للجنائز برقم 1992) وابن ماجه في سننه (بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ برقم 4229 و بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ برقم 1551 و بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ فِي الْمَقَابِرِ برقم 1550) وأحمد في المسند (حَدِيثُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 18333 و حَدِيثُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 18309 و حَدِيثُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 18252) والحاكم في المستدرك (فَصْلٌ : فِي تَوْقِيرِ الْعَالِمِ برقم 379 و أَمَّا حَدِيثُ مَعْمَرٍ برقم 106) والنسائي في الكبرى (الْوُقُوفُ لِلْجَنَائِزِ برقم 2101) والبيهقي في السنن الكبير (بَابُ مَا يَنْبَغِي لِكُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَسْتَعْمِلَهُ مِنْ قِصَرِ الْأَمَلِ وَالِاسْتِعْدَادِ برقم 6138) وأبو نعيم الأصبهاني في حلية الأولياء (عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ برقم 13429) واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة (سِيَاقُ مَا رُوِيَ مِنْ كَرَامَاتِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ برقم 1731) والطبراني في الأوسط (مَنِ اسْمُهُ أَحْمَدُ برقم 7630 و مَنِ اسْمُهُ شُعَيْبٌ برقم 3806 و مَنِ اسْمُهُ الْحُسَيْنُ برقم 3632 و بَابُ مَنِ اسْمُهُ إِبْرَاهِيمُ برقم 2688) والآجري في الشريعة (وَمِمَّا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ برقم 857) والطبري في تهذيب الآثار (ذِكْرُ بَعْضِ مَا حَضَرَنَا ذِكْرُهُ ، مِمَّا صَحَّ مِنْ ذَلِكَ سَنَدُهُ برقم 174 و ذِكْرُ بَعْضِ مَا حَضَرَنَا ذِكْرُهُ ، مِمَّا صَحَّ مِنْ ذَلِكَ سَنَدُهُ برقم 173 و ذِكْرُ بَعْضِ مَا حَضَرَنَا ذِكْرُهُ ، مِمَّا صَحَّ مِنْ ذَلِكَ سَنَدُهُ برقم 172 و ذِكْرُ بَعْضِ مَا حَضَرَنَا ذِكْرُهُ ، مِمَّا صَحَّ مِنْ ذَلِكَ سَنَدُهُ برقم 171) والروياني في مسنده (مُسْنَدُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 414 و مُسْنَدُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 386 و مُسْنَدُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 385 و مُسْنَدُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 383 و مُسْنَدُ

الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ برقم 382) وعبدالله بن أحمد بن حنبل في السنة (سُئِلَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ برقم 1318 و سُئِلَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ برقم 1317 و سُئِلَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ برقم 1316 و سُئِلَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ برقم 1315 و سُئِلَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ برقم 1314) وهناد بن السري في الزهد (بَابُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَعِظَمِهِ وَمَا أُعِدَّ فِيهِ برقم 333) وابن أبي شيبة في مصنفه (مَا ذُكِرَ فِي زُهْدِ الْأَنْبِيَاءِ وَكَلَامِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ برقم 33685 و فِي نَفْسِ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ تَخْرُجُ وَنَفْسِ الْكَافِرِ ؟ برقم 11875 و فِي عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِمَّ هُوَ برقم 11849 و فِي اللَّحْدِ لِلْمَيِّتِ مَنْ أَقَرَّ بِهِ وَكَرِهَ الشَّقَّ برقم 11457) وأبو الجهم الباهلي في جزئه (حَدِيثُ سَوَّارِ بْنِ مُصْعَبٍ ، أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيِّ برقم 99) وعبدالرزاق في مصنفه (بَابُ فِتْنَةِ الْقَبْرِ برقم 6527 و بَابُ الْقِيَامِ حِينَ تَرَى الْجِنَازَةَ برقم 6122) والطيالسي في مسنده (الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ برقم 782) وابن المبارك في الزهد والرقائق (بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ برقم 1206۔

ملحوظہ:

اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ برزخ کے احوال سکرات کے وقت سے ہی شروع ہو جاتے ہیں، ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد روح کا دنیوی تعلق ختم ہو کر انسان پر موت طاری ہو جاتی ہے، اور قبر میں پھر انسان کی روح کا اعادہ ہوتا ہے، اور انسان کے جسمِ عنصری کے ساتھ اس کی روح کا تعلقِ برزخی قائم ہو جاتا ہے، البتہ سکرات کے وقت جو روح کا تعلق ہوتا ہے، جس سے انسان برزخی احوال محسوس کرتا ہے، روح کے اس تعلق اور روح کے اس تعلق میں جو موت کے بعد انسان کے جسمِ عنصری کے ساتھ ہوتا ہے، اس میں کیا فرق ہے؟ یہ نمبر 4 کے تحت آگے آرہا ہے۔

2: اس کے بعد انسان کی روح کا تعلق دنیوی انسان سے ختم ہو جاتا ہے اور وہ موت کا ذائقہ چکھ لیتا ہے۔

1۔ {كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ}

(سورۃ آل عمران 185)

ترجمہ از بیان القرآن: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

2۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ○

(سورۃ الزمر 30)

ترجمہ از بیان القرآن: (اے میرے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام) آپ کو بھی مرنا ہے، اور ان کو بھی مرنا ہے۔

3: روح کا یہ تعلق دنیوی جیسے ہی انسان سے ختم ہوتا ہے، فوراً انسان کے لیے عالمِ برزخ شروع ہو جاتا ہے، اور انسان کی روح کا اس کے جسم کے ساتھ تعلقِ برزخی قائم ہو جاتا ہے، یہ مرحلہ تدفین کا محتاج نہیں ہے، بلکہ روح کے جسم سے جدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ذیل میں اس کے مستند دلائل پیش ہیں:

1۔ عالمِ برزخ کی تعریف

عالمِ برزخ سے مراد وہ درمیانی وقفہ ہے جو موت سے شروع ہو کر قیامت (حشر) تک قائم رہتا ہے۔

مصادر میں صراحت ہے کہ قبر سے مراد یہی عالمِ برزخ ہے، چاہے انسان قبر میں دفن ہو یا نہ ہو۔

"والمراد بالقبر ما بين الموت إلى الحشر، ويطلق عليه «عالم البرزخ»... وإنما خصت الأحاديث القبر بالذكر؛ لأن الناس يدفنون الموتى غالباً".

ترجمہ: "اور قبر سے مراد موت سے لے کر حشر (دوبارہ اٹھائے جانے) تک کا زمانہ ہے، اور اسی کو عالمِ برزخ بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث میں خاص طور پر 'قبر' کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ عموماً لوگ مُردوں کو (قبر ہی میں) دفن کرتے ہیں۔"

(العصيده السماوية شرح العقيدة الطحاوية، مفتی رضاء الحق، جلد 2، صفحہ 31)

ملحوظہ:

اس مذکورہ عبارت سے جہاں برزخ کی تعریف کا علم ہوتا ہے،

1۔ ساتھ پہلی بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے، کہ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد انسان کے لیے فوراً بعد عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے، اگرچہ ابھی تک اسے دفن نہیں کیا ہوتا۔

2۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ برزخ زمان کا نام ہے، اور قبر مکان کا نام ہے، چنانچہ اس پر دو لائل مزید ملاحظہ کیجیے گا، کہ برزخ زمان کا نام ہے، اور قبر مکان کا نام ہے۔

1۔والمقصود بعذاب القبر - حيث ما ورد - عذاب البرزخ، وهو العالم الذي بين الحياة الدنيا والحياة الآخرة"

ترجمہ: "جہاں کہیں بھی 'عذابِ قبر' کا لفظ وارد ہوا ہے، اس سے مراد دراصل عذابِ برزخ ہے، اور برزخ اس عالم کا نام ہے جو دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی کے درمیان واقع ہے۔"

(کتاب:الشرح الكبير على العقيدة الطحاوية، شیخ سعید فودہ، جلد:2، صفحہ:1098)

2۔ وعذاب القبر : يعني العذاب قبل الحشر ولو في قعر البحر و حواصل الطيور ، و بطون السباع - و إضافة العذاب إلى القبر بناء على كثرة الوقوع ، لأن أكثر الناس يدفنون في القبور"

ترجمہ: "عذابِ قبر سے مراد حشر سے پہلے کا عذاب ہے، خواہ انسان سمندر کی گہرائی میں ہو، یا پرندوں کے پیٹ میں، یا درندوں کے شکم میں۔ اور اس عذاب کو 'عذابِ قبر' کہنا اس کثرتِ وقوع کی بنا پر ہے کہ عموماً اور اکثر لوگ قبروں ہی میں دفن کیے جاتے ہیں۔"

(کتاب:الجواهر البهية على شرح العقائد النسفية، مولانا شمس الدین افغانی، جلد:3، صفحہ:151)

2:موت کے ساتھ روح کا تعلقِ دنیوی ختم ہو کر تعلقِ برزخی قائم ہونا اگرچہ ابھی تک قبر میں دفن نہیں کیا گیا ہو۔

1۔ پہلی بات: اس بات کو سمجھ لیجیے کہ روح کے بدن کے ساتھ پانچ قسم کے تعلقات ہیں۔

"ثم اعلم أن الروح لها بالبدن خمسة أنواع من التعلق متغايرة الأحكام، الأول: تعلقها به في بطن الأم جنينا. والثاني: تعلقها به بعد خروجه إلى وجه الأرض. والثالث: تعلقها به في حال النوم فلها به تعلّق من وجه ومفارقة من وجه. والرابع: تعلقها به في البرزخ فإنها وإن فارقته وتجرّدت عنه فإنها لم تفارقه فراقا كليا بحيث لا يبقى لها إليه التفات البتة فإنه ورد ردها إليه وقت سلام المسلم عليه، وورد أنه يسمع خفق نعالهم حين يولون عنه وهذا الرد إعادة خاصة لا توجب حياة البدن قبل يوم القيامة. والخامس: تعلقها به يوم بعث الأجساد وهو أكمل أنواع تعلقها بالبدن ولا نسبة لما قبله."

ترجمہ: "پھر جان لو کہ روح کا بدن کے ساتھ تعلق پانچ قسموں پر مشتمل ہے، اور ان میں سے ہر ایک کے احکام دوسرے سے مختلف ہیں:

1. پہلا تعلق: ماں کے پیٹ میں جنین (بچہ) کی حالت میں روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔

2. دوسرا تعلق: زمین پر پیدائش کے بعد روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔

3. تیسرا تعلق: نیند کی حالت میں روح کا بدن کے ساتھ تعلق، کیونکہ اس وقت ایک اعتبار سے روح بدن کے ساتھ متعلق رہتی ہے اور دوسرے اعتبار سے اس سے جدا بھی ہوتی ہے۔

4. چوتھا تعلق: عالمِ برزخ میں روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔ اس لیے کہ اگرچہ روح بدن سے جدا ہو جاتی ہے اور اس سے مجرد ہو جاتی ہے، لیکن اس کی جدائی بالکل کلی نہیں ہوتی کہ بدن کی طرف اس کی کوئی توجہ ہی باقی نہ رہے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ جب کوئی مسلمان میت کو سلام کرتا ہے تو روح کو اس کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، اور یہ بھی وارد ہے کہ میت لوگوں کے واپس جانے کے وقت ان کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔ البتہ یہ لوٹایا جانا ایک خاص نوعیت کا اعادہ ہے جو قیامت سے پہلے بدن میں کامل زندگی کے واپس آنے کو لازم نہیں کرتا۔

5. پانچواں تعلق: اجسام کے دوبارہ اٹھائے جانے (بعثِ اجساد) کے دن روح کا بدن کے ساتھ تعلق۔ یہ روح کے بدن سے تعلق کی سب سے کامل اور مکمل قسم ہے، اور اس سے پہلے کی تمام اقسام کو اس کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔"

منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر، ملا علی القاری، صفحہ 218۔

2۔ دوسری بات: مندرجہ ذیل حدیث سے دلالتاً معلوم ہوتا ہے کہ روح کا جسم سے تعلقِ دنیوی جیسے ختم ہوتا ہے، تعلقِ برزخی شروع ہو جاتا ہے، اگرچہ ابھی تک تدفین نہیں ہوئی ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ؕ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؕ يَقُولُ:" إِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا ؕ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ، إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ".

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب میت چارپائی پر رکھی جاتی ہے اور لوگ اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں اس وقت اگر وہ مرنے والا نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے جلد آگے بڑھائے چلو۔ لیکن اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ ہائے بربادی! مجھے کہاں لیے جارہے ہو؟ اس کی یہ آواز انسان کے سوا اللہ تعالی کی ہر مخلوق سنتی ہے۔ کہیں اگر انسان سن پائے تو بیہوش ہو جائے۔

(صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب قول الميت وهو على الجنازة: قدموني، رقم1316)

3۔ "واعلم أن عذاب القبر هو عذاب البرزخ فكل ميت أراد تعذيبه ناله ما أراده منه، قبر أو لم يُقْبَر ، لو صلب، أو غرق في البحر، ولو أكلته الدواب، أو حرق حتى صار رماداً، وذري في الريح."

ترجمہ:" جان لو کہ قبر کا عذاب در حقیقت برزخ کا عذاب ہے، پس ہر وہ میت جسے اللہ تعالی عذاب دینا چاہے اسے وہ پہنچ کر رہتا ہے، خواہ اسے دفن کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو؛ چاہے اسے سولی پر چڑھایا گیا ہو، یا وہ سمندر میں غرق ہو گیا ہو، یا اسے درندوں نے کھالیا ہو، یا اسے جلا کر راکھ کر دیا گیا ہو اور ہوا میں اڑا دیا گیا ہو۔"

(الشرح الكبير على العقيدة الطحاوية، شيخ سعيد فوده، جلد2، صفحہ1124)

ملحوظہ:

البتہ حتمی حساب کتاب قیامت کے روز ہو گا، جس کے بعد انسان کے حق میں حتمی جنت یا جہنم کا ہو جائے گا۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلاَ تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء:47)

ترجمہ از بیان القرآن: اور (وہاں) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے (اور سب کے اعمال کا وزن کریں گے) سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہو گا اور اگر (کسی کا) عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گا تو ہم اس کو (وہاں) حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ الحجر:92/93)

ترجمہ از بیان القرآن: سو آپ کے پروردگار کی قسم (یعنی اپنی) ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۚ○ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ○ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ○ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ○ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ○ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ○

(سورۃالحاقۃ:26/25/24/23/22/21/20/19)

ترجمہ از بیان القرآن: (پھر نامۂ اعمال ہاتھ میں دئے جاوینگے) تو جس شخص کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا وہ تو (خوش ہو کر لوگوں سے) کہے گا لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ میرا (تو پہلے ہی سے) اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے۔ غرض وہ شخص پسندیدہ عیش۔ (یعنی بہشت بریں) میں ہو گا۔ جس کے میوے (اس قدر) جھکے ہوں گے (کہ جس حالت میں چاہیں گے لے سکیں گے۔ (اور حکم ہو گا کہ) کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان (اعمال) کے صلہ میں جو تم نے گزشتہ ایام (یعنی زمانہ قیام دنیا) میں کئے ہیں۔ اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ (نہایت حسرت سے) کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھکو میرا نامۂ عمل ہی نہ ملتا۔ اور مجھ کو یہ خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ ۙ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ○ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ○

(سورۃ ھود:108/107/106)

ترجمہ از بیان القرآن: سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ پکار پڑی رہے گی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔ ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان و

زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے وہ غیر منقطع عطیہ ہو گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلاَ لِیَھْدِیَھُمْ طَرِیْقًا ۙ○ اِلاَّ طَرِیْقَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ○

(سورۃ النساء:169/168)

ترجمہ از بیان القرآن: بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں اور دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سوائے جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ دکھلاوینگے۔ اس طرح پر کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ؕ○ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ○

(سورۃ البینۃ:8/7)

ترجمہ از بیان القرآن: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کے لیے بہہیدس ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے۔ یہ (جنت اور رضا) اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

اِلاَّ بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ○

(سورۃ الجن:23)

ترجمہ از بیان القرآن: لیکن خدا کی طرف سے پہنچانا اور اسکے پیغاموں کا ادا کرنا (یہ میرا کام ہے) اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسول (علیہ السلام) کا کہنا نہیں مانتا تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

===

(سورۃالتوبۃ:100)

ترجمہ از بیان القرآن: اور مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے (ف ۴) اور (اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایسے باغ مہیار کھتے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔

4: مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ برزخ کے احوال سکرات کے وقت سے ہی شروع ہو جاتے ہیں۔

پھر روح کا جسم سے تعلق دنیوی ختم ہو جاتا ہے، اور جیسے ہی یہ روح کا جسم سے تعلقِ دنیوی ختم ہو جاتا ہے، معاروح کا جسم سے تعلقِ برزخی قائم ہو جاتا ہے، اگرچہ ابھی تک قبر میں دفن نہیں کیا ہوتا۔

البتہ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اور قبر میں دفن کرنے سے پہلے روح کا جسم کے ساتھ جو تعلقِ برزخی ہوتا ہے، یہ ضعیف ہوتا ہے، اتنا ہوتا ہے کہ اس سے انسان اپنا مستقبل دیکھ کر صرف پکارتا ہے، ثواب وراحت وخوشی کی وجہ سے، یا عذاب وتکلیف وغمی کی وجہ سے، یہ حساب وکتاب نہیں ہوتا۔

البتہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو یہ تعلق مزید مضبوط وقوی ہو جاتا ہے، اور اس تعلق کی وجہ سے انسان منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دیتا ہے، اور اسے اس کا ٹھکانہ بتا دیا جاتا ہے، چنانچہ حساب وکتاب کا افتتاحی مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور منکر نکیر سوالات شروع کر لیتے ہیں، منکر نکیر کے سوالات (رب، دین اور نبی کے متعلق) دراصل اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ اب حشر تک اس شخص کی برزخی زندگی کیسی گزرے گی؟ بہر کیف یہ ثواب وراحت وخوشی، یا عذاب وتکلیف وغمی محسوس کرتا ہے، لیکن اس افتتاحی حساب وکتاب کے بعد والا یہ مندرجہ بالا فیصلہ انسان کے حق میں عارضی ہوتا ہے۔

ابدی فیصلہ قیامت کے دن ہوتا ہے، جہاں باری تعالی اس کا حتمی حساب کتاب کر کے یا تو اسے جنت میں داخل کر دیتے ہیں، اور یہ ابدی ثواب وراحت وخوشی محسوس کرتا ہے، یا باری تعالی اس کا حتمی حساب کتاب کر کے اسے جہنم میں داخل کر دیتے ہیں اور یہ ابدی عذاب وتکلیف وغمی محسوس کرتا ہے۔

ملحوظہ:

قیامت کے روز حساب کتاب کے بعد بعض گنہگار مومنین جہنم میں جائیں گے، لیکن بالآخر اللہ تعالی کے فیصلے سے پھر جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

==========

1۔حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، يَقُولُ اللَّهُ: مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيَخْرُجُونَ قَدِ امْتُحِشُوا وَعَادُوا حُمَمًا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، أَوْ قَالَ: حَمِيَّةِ السَّيْلِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً" .

(صحيح البخاري كتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار حديث رقم 6219)

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو چکیں گے، تو اللہ تعالی فرمائے گا، کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو، تو اسے دوزخ سے نکال لو۔ اس وقت ایسے لوگ نکالے جائیں گے، اور وہ اس وقت جل کر کوئلے کی طرح ہو گئے ہوں گے، اس کے بعد انہیں "نہر حیاۃ" (زندگی بخش دریا) میں ڈالا جائے گا، اس وقت وہ اس طرح تر و تازہ اور شگفتہ ہو جائیں گے، جس طرح سیلاب کی جگہ پر کوڑے کرکٹ کا دانہ، (اسی رات یا دن میں) اگ آتا ہے، یا راوی نے « حمیل السیل » کے بجائے « حمیۃ السیل » کہا ہے، یعنی جہاں سیلاب کا زور ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اس دانہ سے زرد رنگ کا لپٹا ہوا (بارونق) پودا اگتا ہے۔

یعنی جس طرح سیلاب کے ساتھ آنے والی زرخیز مٹی میں بیج نہایت تیزی سے نشو و نما پاتا ہے، اسی طرح یہ اہل ایمان اللہ تعالی کے حکم سے دوبارہ تر و تازہ اور کامل جسموں کے ساتھ زندہ ہو جائیں گے۔

2۔حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْإِيمَانِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : فَمَنْ شَكَّ فَلْيَقْرَأْ : { إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ } . هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

(حديث رقم 2640 - من كتاب جامع الترمذي - أبواب صفة جهنم)

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم سے وہ آدمی نکلے گا، جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: جس کو شک ہو، وہ یہ آیت پڑھے، «إن الله لا يظلم مثقال ذرة» "اللہ تعالی ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے" (النساء:40)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

التخريج

اخرجه البخاري في صحيحه (باب: تفاضل أهل الإيمان في الأعمال برقم 22 و باب قوله: {إن الله لا يظلم مثقال ذرة} [النساء: 40] برقم 4328 و باب قوله: {وأنذرهم يوم الحسرة} [مريم: 39] برقم 4474 و باب {يوم يكشف عن ساق} [القلم: 42] برقم 4653 و باب صفة الجنة والنار برقم 6210 و باب صفة الجنة والنار برقم 6219 و باب قول الله تعالى: {وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة} [القيامة: 23] برقم 7041 و باب كلام الرب مع أهل الجنة برقم 7120) ومسلم في صحيحه (بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ برقم 301 و بَابُ إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ برقم 302 و بَابُ إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَإِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ النَّارِ برقم 303 و بَابُ إِحْلَالِ الرِّضْوَانِ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلَا يَسْخَطُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا برقم 5186 و بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ برقم 5216) والترمذي في جامعه (باب ما جاء في الصلاة في الحيطان برقم 2006 و باب برقم 2594 و باب ما جاء في خلود أهل الجنة وأهل النار برقم 2597 و باب: ومن سورة مريم برقم 3228) والنسائي في الصغرى (زيادة الإيمان برقم 4970) وابن ماجه في سننه (بَابٌ فِي الْإِيمَانِ برقم 59 و بَابٌ فِي فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ برقم 178 و بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ برقم 4315 و بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ برقم 4345) وابن حبان في صحيحه (بَابُ فَرْضِ الْإِيمَانِ برقم 182 و بَابُ فَرْضِ الْإِيمَانِ برقم 184 و بَابُ فَرْضِ الْإِيمَانِ برقم 222 و ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَنْ وَصْفِ مَنْ يَشْفَعُ

فِي الْقِيَامَةِ وَمَنْ يُشْفَعُ لَهُ برقم 7501 و ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَنْ وَصْفِ جَوَازِ النَّاسِ عَلَى الصِّرَاطِ نَسْأَلُ اللَّهَ السَّلَامَةَ برقم 7503 و ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَنْ وَصْفِ رِضَا اللَّهِ جَلَّ وَعَلَا الَّذِي يَتَفَضَّلُ بِهِ برقم 7563 و ذِكْرُ الْإِخْبَارِ عَنْ وَصْفِ حَالَةِ مَنْ يُخَلَّدُ فِي النَّارِ ، وَمَنْ برقم 7609) والحاكم في المستدرك (وَأَمَّا حَدِيثُ عَقِيلِ بْنِ خَالِدٍ برقم 8888 و وَأَمَّا حَدِيثُ عَقِيلِ بْنِ خَالِدٍ برقم 8889 و وَأَمَّا حَدِيثُ عَقِيلِ بْنِ خَالِدٍ برقم 8890) والدارمي في سننه (بَابُ : مَا يُخْرِجُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِهِ برقم 2781) والنسائي في الكبرى (مَوْضِعُ السُّجُودِ برقم 718 و الرِّضَا وَالسُّخْطُ برقم 6531 و قَوْلُهُ تَعَالَى : وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ برقم 9942 و قَوْلُهُ تَعَالَى : إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا ، فَإِنَّ لَهُ برقم 9953) والآجري في الشريعة (بَابُ ذِكْرِ السُّنَنِ الَّتِي دَلَّتِ الْعُقَلَاءَ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى عَرْشِهِ فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتِهِ وَعِلْمُهُ مُحِيطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ برقم 795 و بَابُ ذِكْرِ السُّنَنِ الَّتِي دَلَّتِ الْعُقَلَاءَ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى عَرْشِهِ فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتِهِ وَعِلْمُهُ مُحِيطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ برقم 796 و بَابُ ذِكْرِ السُّنَنِ الَّتِي دَلَّتِ الْعُقَلَاءَ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى عَرْشِهِ فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتِهِ وَعِلْمُهُ مُحِيطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ برقم 801 و وَمِمَّا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ برقم 930) وأبو الشيخ الأصبهاني في طبقات المحدثين بأصبهان (أَبُو هَانِئٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيفَةَ برقم 188) واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة (سِيَاقُ مَا رُوِيَ مِنْ كَرَامَاتِ أَحْمَدَ بْنِ حَرْبٍ برقم 638 و سِيَاقُ مَا رُوِيَ مِنْ كَرَامَاتِ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ برقم 1288 و سِيَاقُ مَا رُوِيَ مِنْ كَرَامَاتِ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ برقم 1289 و أَقَاوِيلُ التَّابِعِينَ برقم 1672 و سِيَاقُ مَا رُوِيَ فِي أَنَّ الْقَاتِلَ عَمْدًا لَهُ تَوْبَةٌ برقم 1801)

وأبو نعيم الأصبهاني في حلية الأولياء (عُقْبَةُ بْنُ عَبْد الْغَافِر برقم 2344 و مَالكُ بْنُ أَنَس برقم 9206 و مَالكُ بْنُ أَنَسٍ برقم 9243 و عَبْدُ اللَّه بْنُ الْمُبَارَك برقم 12086 و عَبْدُ اللَّه بْنُ الْمُبَارَكِ برقم 12087) والبيهقي في السنن الكبير (جُمَّاعُ أَبْوَابِ مَنْ تَجُوزُ شَهَادَتُهُ وَمَنْ لاَ تَجُوزُ منَ الأَحْرَارِ برقم 19093) والليث بن سعد في فوائده (جُزْءٌ منْ فَوَائد اللَّيْث بْنِ سَعْد برقم 5) وابن المبارك في الزهد والرقائق (بَابُ فَضْلِ ذكْرِ اللَّه عَزَّ وَجَلَّ برقم 1253 و بَابُ فَضْلِ ذكْرِ اللَّه عَزَّ وَجَلَّ برقم 1254 و في صفَة الْجَنَّة وَمَا أَعَدَّ اللَّهُ فيهَا برقم 1893) وعبدالله بن المبارك في مسنده (يوم القيامة برقم 114 و يوم القيامة برقم 125) والطيالسي في مسنده (أَحَاديثُ عَليِّ بْنِ أَبِي طَالب بْن عَبْد الْمُطَّلب بْن هَاشمِ بْنِ برقم 2281) وابن أبي شيبة في مصنفه (مَا ذُكرَ فيمَا أُعدَّ لأَهْلِ النَّار وَشدَّته برقم 33549) وهناد بن السري في الزهد (بَابُ الْخُرُوجِ منَ النَّار برقم 201 و بَابُ الْخُلُود في النَّارِ نَعُوذُ باللَّه منْهُ برقم 209) وعبد بن حميد في مسنده (منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم 866 و منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم 868 و منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم 871 و منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم 908 و منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم 917 و منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم 923) والترمذي في العلل الكبير (مفْتَاحُ الصَّلاَة الطُّهُورُ برقم 399) وعبدالله بن أحمد بن حنبل في السنة (سُئلَ عَمَّا جَحَدَت الْجَهْميَّةُ الضُّلاَّلُ منْ رُؤْيَة الرَّبِّ تَعَالَى يَوْمَ الْقيَامَة برقم 367 و سُئلَ عَمَّا جَحَدَت الْجَهْميَّةُ الضُّلاَّلُ منْ رُؤْيَة الرَّبِّ تَعَالَى يَوْمَ الْقيَامَة برقم 368 و سُئلَ عَمَّا جَحَدَت الْجَهْميَّةُ الضُّلاَّلُ منْ رُؤْيَة الرَّبِّ تَعَالَى يَوْمَ الْقيَامَة برقم 369 و سُئلَ عَنِ الإِيمَان وَالرَّدِّ عَلَى الْمُرْجئَة برقم 711 و الرَّدُّ عَلَى الْجَهْميَّة برقم 1055) وأبو يعلى الموصلي في مسنده (منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم 970 و منْ مُسْنَد أَبِي سَعيد الْخُدْرِيِّ برقم

1059 و مِنْ مُسْنَدِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ برقم 1140 و مِنْ مُسْنَدِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ برقم 1184 و مِنْ مُسْنَدِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ برقم 1219 و مِنْ مُسْنَدِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ برقم 1220 و مِنْ مُسْنَدِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ برقم 1221 و مِنْ مُسْنَدِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ برقم 1339 و الْأَعْرَجُ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ برقم 6232) وأبو يعلى الموصلي في معجمه (بَابُ الْمِيمِ برقم 294) والدولابي في الكنى والأسماء (مَنْ كُنْيَتُهُ أَبُو دَاوُدَ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ أَبُو دَاوُدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ . وَأَبُو دَاوُدَ يَزِيدُ الْأَوْدِيُّ كُوفِيٌّ ، رَوَى عَنْ : عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ . وَأَبُو دَاوُدَ نَافِذٌ رَوَى برقم 691) وأبو عوانة في مستخرجه (بَيَانٌ فِي رُؤْيَةِ رَبِّ الْعِزَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَصِفَةِ الصِّرَاطِ وَأَنَّهُ برقم 320 و بَيَانٌ فِي رُؤْيَةِ رَبِّ الْعِزَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَصِفَةِ الصِّرَاطِ وَأَنَّهُ برقم 321 و بَيَانٌ فِي رُؤْيَةِ رَبِّ الْعِزَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَصِفَةِ الصِّرَاطِ وَأَنَّهُ برقم 322 و بَيَانُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الشَّفَاعَةَ لِمَنْ قَالَ : لاَ إِلَهَ إِلاَّ برقم 336 و بَيَانُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الشَّفَاعَةَ لِمَنْ قَالَ : لاَ إِلَهَ إِلاَّ برقم 340 و بَيَانُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الشَّفَاعَةَ لِمَنْ قَالَ : لاَ إِلَهَ إِلاَّ برقم 341 و صِفَةُ أَهْلِ النَّارِ الْمُخَلَّدُونَ فِيهَا وَأَنَّهُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ هَلْ مِنْ برقم 342) والطحاوي في مشكل الآثار (بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَهْلِ النَّارِ ، برقم 4962) والعقيلي في الضعفاء (بَابُ عُثْمَانَ برقم 1371) والآجري في الشريعة (مِمَّا رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ برقم 603 و مِمَّا رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ برقم 604

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ مجلّہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

غیر مقلدین کی قسموں کا جائزہ

جب غیر مقلدین سارے جتن کر کے دیکھ چکے کہ متنازع فیہ رفع یدین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت تک کرتے رہنا کسی حدیث میں مصرح نہیں، تو اَب قوم کو یقین دلانے کے لیے اُن کے خطیبوں نے قسمیں اُٹھانا شروع کر دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت تک رفع یدین کرتے رہے۔

الجواب:

عرض ہے کہ مسائل دلائل سے ثابت ہوتے ہیں۔ آپ کے پاس کوئی دلیل ایسی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابی نے بیان کیا ہو کہ آپ موت تک متنازع فیہ رفع یدین کرتے رہے تو پیش کیجئے۔ جب موت تک رفع یدین کے باقی رہنے کی تصریح کسی حدیث صحیح یا حسن میں نہیں تو محض قسم اُٹھا لینے سے رفع یدین کا موت تک باقی رہنا کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

نیز اگر آپ نے قسم اُٹھانی ہی ہے تو یوں قسم اُٹھایئے کہ اللہ کی قسم! صحیح حدیث میں ہے کہ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موت تک متنازع فیہ رفع یدین کرنا بیان کیا ہے۔

ہم نے اپنی اس کتاب میں غیر مقلدین کی گواہیاں نقل کر دی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع کا رفع یدین چھوڑ ثابت ہے۔ گویا ان کے نزدیک آپ کا حلفیہ دعویٰ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت تک رفع یدین کیا‘‘ غلط ہے۔

یہ بھی فرمایئے کہ اگر آپ کا کوئی بھی مخالف کسی مسئلہ پر قسم اُٹھالے تو آپ اس کی قسم پہ یقین کر کے اس کا مذہب قبول کر لیں گے؟ فی الوقت اپنے بزرگ مولانا غلام رسول غیر مقلد کا حلفیہ بیان مان لیں۔ ان کے حالات میں لکھا ہے:

> ’’ایک دفعہ دو زمیندار آپ کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ مگر جب تک اللہ کی قسم کھا کر نہ بتائیں گے ہم یقین نہ کریں گے۔ آپ نے فرمایا پوچھو انہوں نے کہا... کیا سورۃ فاتحہ خلف امام پڑھنا فرض ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اس مسئلہ

میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو غیر پر ترجیح دوں گا کیوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ان نمازوں میں جن میں قراءۃ آہستہ پڑھی جاوے سورہ فاتحہ پڑھی جاوے اور جہر میں سکوت کیا جاوے۔"

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۵۹)

مولانا غلام رسول صاحب نے امام مالک کا مسلک اختیار کیا کہ جہری نمازوں میں مقتدی فاتحہ نہ پڑھے البتہ سری میں پڑھا کرے۔ یہاں دو باتیں ملحوظ رہیں پہلی یہ کہ جہری نمازوں کی تعداد سری سے زیادہ ہے۔ دوسری یہ کہ امام مالک سری نمازوں میں مقتدی کے فاتحہ پڑھنے کو فرض نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ اس کا اعتراف خود غیر مقلدین نے بھی کیا ہے۔(تحفۃ الاحوذی ۱/۲۵۷، توضیح الکلام ۱/۸۷، ۱۱۲)

بات قسم کی چل نکلی ہے تو غیر مقلدین کی کچھ مزید حلفیہ عبارتوں کی طرف قارئین کو متوجہ کرتے چلیں۔

شیخ زبیر علی زئی کی قسم، اور پھر الفاظ قسم حذف

کسی دَور میں شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے نصب الرایۃ: ۱/۴۰۹ سے نقل کیا:

"امام بخاریؒ نے تفصیل سے بتلایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابو بکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود (مرسل موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے پہلی بات (یعنی متنازعہ حدیث) خطاء فاحش ہے کیوں کہ اس نے اس میں ابن عمرؓ کے اصحاب کی مخالفت کی ہے امام بخاری کا یہ قول جرح مفسر ہے جو اللہ کی قسم مندمل نہیں ہو سکتی۔"

(نور العینین صفحہ ۱۳۴، طبع قدیم)

مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ نے اس پر تعاقب کرتے ہوئے لکھا:

"علامہ زیلعیؒ کا یہ بیان امام بخاری نے فرمایا کہ قدیم زمانے میں ابو بکر بن عیاش نے اس روایت کو عن حصین الخ بیان کیا ہے اور یہ بات محفوظ ہے۔ یہ امام بخاری کا قول نہیں، امام بخاری کے رسالہ جزرفع الیدین جو منسوب ہے امام بخاری کی طرف اس میں بھی یہ قول موجود نہیں۔ ہاں ابو بکر بن عیاش کے اصحاب ابن عمرؓ کی مخالفت کی ہے، یہ قول امام بخاریؒ کی طرف منسوب جزرفع الیدین میں ہے جب کہ امام بخاریؒ کی اپنی تالیف میں یہ قول بھی موجود نہیں ہے۔ اب

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کا یہ لکھنا کہ امام بخاریؒ کا یہ قول مفسر ہے جو اللہ کی قسم مندمل نہیں ہو سکتی، یہ بے حیائی ہے اور زبیر علی زئی غیر مقلد کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔“

(نور الصباح: ۲/ ۳۶۲)

اس تعاقب کے بعد علی زئی نے قسمیہ الفاظ حذف کر دیئے اور یوں لکھنے پہ اکتفاء کیا:

”امام بخاری کا یہ قول یہ جرح مفسر ہے جو مندمل نہیں ہو سکتی۔“

(نور العینین صفحہ ۲۰۳، طبع جدید، سن اشاعت ۲۰۱۲ء)

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری کی قسم

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری غیر مقلد کہتے ہیں:

”خدا کی قسم! میں پورے تجربے سے یہ بات کرتا ہوں کہ ہمارے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔“

(خطبات بہاول پوری: ۴/ ۴۷۳، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

بہاول پوری صاحب کہتے ہیں:

”خدا کی قسم ہماری بات کا جواب نہیں ہے۔ اس کو کوئی رَد ہی نہیں کر سکتا۔“

(خطبات بہاول پوری: ۵/ ۴۴، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)

بہاول پوری صاحب اپنی تقریر و تحریر میں جو دعوے کئے ان کا خلاصہ دو باتیں۔ (۱) ان کے بقول اہلِ حدیث قرآن و حدیث کے متبع ہیں۔ (۲) اور باقی لوگ مخالف۔

پہلے دعوے کو خود پروفیسر صاحب آپ ہی جھٹلا چکے اپنے خطبات و رسائل میں متعدد مقامات پر اعتراف کر لیا کہ اہلِ حدیث قرآن و حدیث کے مخالف ہیں، ہم نے اُن کی ایسی عبارات اپنے مضمون ”غیر مقلدین کے دعویٰ عمل بالقرآن کی حقیقت“ میں نقل کر دی ہیں۔ دیکھئے مجلہ راہ ہدایت پشاور شمارہ: ۹، فروری ۲۰۱۳ء۔

پروفیسر صاحب کے دوسرے دعوی کی تردید کے لیے بندہ کی ضخیم کتاب ”غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین“ کافی ہے۔ اس میں غیر مقلدین کی بہت سی عبارتیں منقول ہیں کہ علمائے دیوبند حدیث و سنت کے محب اور عامل ہیں۔

جھوٹا حلف نامہ

مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”جب میں دہلی گیا اور وہاں کی جماعت اہلِ حدیث کو مولوی عبد الوہاب صاحب کا جھوٹا حلف نامہ نگل جانا معلوم ہوا، تو انہیں نہایت ہی رنج ہوا۔“

(مقاصد الامامۃ صفحہ ۲۳ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

شیخ حمید اللہ غیر مقلد نے سیٹھ داود کو درج ذیل خط لکھا:

”بسم اللہ الرحمن الرحمن منجانب حافظ حمید اللہ بخدمت جناب سیٹھ داود محمد صاحب السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد اخبار اہلِ حدیث میں جو بیان مولوی عبد الوہاب صاحب کا چھپا ہے اُس کی بنیاد پر اُن پر خارج اَز جماعت اہلِ حدیث ہونے کا فتویٰ دیا گیا ہے اُس بیان کے شاہدین میں آپ کا نام بھی درج ہے۔ مولوی عبد الوہاب صاحب نے کھنڈیلہ ضلع جے پور کے مناظرہ میں قسم کھا کر حلفیہ کہا ہے: داود سیٹھ بالکل اس وقت موجود نہ تھا۔ لہذا آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس وقت واقعی موجود نہ تھے اور آپ کے سامنے یہ بیانات مولوی صاحب مذکور نے نہیں دیئے۔ آپ اس کا جواب حلفیہ لکھ کر عنایت فرماویں۔ فقط بتاریخ ۲۵/ محرم حمید اللہ۔“

(مقاصد الامامۃ صفحہ ۱۶ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

سیٹھ داود نے اس کا جواب یوں دیا:

”میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ بتاریخ ۲۰/ ربیع الثانی ۱۳۴۱ ہجری کو میرے مکان پر مولوی ثناء اللہ صاحب امر تسری و مولوی عبد الغفور صاحب و مولوی عبید الرحمن صاحب و حاجی عبد الرحمن صاحب ولد حافظ نور الحسن صاحب تشریف لائے اور وہاں بیٹھ کر حاجی عبد الرحمن صاحب ولد حافظ نور الحسن صاحب تشریف لائے اور وہاں بیٹھ کر حاجی عبد الرحمن صاحب مولوی عبد الوہاب کو بلانے گئے اور انہوں نے کہا کہ میں آتا ہوں۔ کچھ دیر ہوئی تو مجھ سے کہا گیا کہ تم بلواؤ۔ چنانچہ میں نے اپنے ملازم منشی عزیز الدین کو بھیجا، مولوی صاحب آگئے اور میں موجود تھا۔ میرے سامنے مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان سے سوالات کئے اور انہوں نے اپنے بیانات لکھوائے اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے دوبارہ ان کو یہ بیانات سنائے جس کی انہوں

نے تصدیق کی، یہ وہی مضمون ہے جو اخبار اہلِ حدیث کے ضمیمہ میں چھپا اور شائع ہوا ہے۔ اس کے بعد سب صاحب میرے مکان سے تشریف لے گئے۔ میں اول سے آخر تک اس جلسہ میں موجود رہا۔ اور آخر مضمون پر میں نے دستخط کئے۔"

(مقاصد الامامۃ صفحہ ۲۴ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

اس خط کتابت سے معلوم ہوا کہ غربائے اہلِ حدیث کے امام مولانا عبد الوہاب دہلوی نے جھوٹی قسم اُٹھائی ہے۔ قارئین یہیں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غیر مقلدین قسمیں اُٹھانے میں کس قدر جری ہیں۔

اوپر کی عبارت میں اللہ تعالیٰ کے "حاضر و ناظر" کا عقیدہ بھی درج ہے۔جب کہ دَورِ حاضر کے غیر مقلدین اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر نہیں مانتے۔

داؤد ارشد کی قسم کہ اہلِ حدیث گستاخ نہیں

مولانا داود ارشد غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہم اللہ کو گواہ بنا کر حلفیہ کہتے ہیں کہ اہلِ حدیث تمام بزرگان دین، ائمہ کرام، فقہاء عظام کا دل سے احترام کرتے ہیں۔"

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۳۶)

آگے لکھتے ہیں:

"ہم امتِ مرحومہ میں سے کسی بھی بزرگ کی شان میں گستاخی کرنے والے نہیں ... مگر ان لوگوں کو ہماری قسمیں جھوٹی دکھائی دیتی ہیں۔"

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۲۳۸)

الجواب:

داود ارشد صاحب کے بیان میں کس قدر صداقت ہے ذیل کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے پہلے خود انہی کو سامنے لاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"اللہ کے علاوہ کسی غیر کی عبادت کفر ہے جب کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر جوتی کی عبادت خدا سمجھ کر کی جائے تو اس کا فاعل مشرک نہ ہو گا۔ امام یحیٰ بن حمزہ اور امام سعد بن عبد

العزیز التنوجی بیان کرتے ہیں: ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر کسی شخص نے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے جوتی کی عبادت کی تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔"

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۱۰۶)

داود صاحب نے غیر اللہ کی عبادت کو کفر کہہ کر اس کا جواز امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ کیا یہ امام صاحب کا احترام ہے؟

آلِ غیر مقلدیت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے غیر مقلدین کے متعلق لکھا:

"کچھ تو ائمہ مجتہدین کو گالی وغیرہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو حنفی یا شافعی کہنا شراب نوشی اور زناکاری سے بھی بڑا گناہ سمجھتے ہیں خدا کی پناہ اور اپنے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔"

(فتاویٰ نذیریہ جلد ا صفحہ ۱۸۳)

وکیل اہل حدیث کہلائے جانے والے مصنف مولانا محمد حسین بٹالوی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بد گوئی کرنے والے نام نہاد اہل حدیثوں کے متعلق لکھا:

"اب ان میں رفض بھی پھیلتا جاتا ہے بعض تو کھلے بند امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بد گوئی کرتے ہیں جو رافضیوں کا کام ہے اور اکثر یہ بد گوئی سن کر خوش ہوتے ہیں اس پر رد وانکار متوجہ نہیں کرتے۔ اب یہ لوگ سنی اہلحدیث ہونے سے نکلنے کو تیار ہیں خدا خیر کرے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷)

مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

"اس زمانہ کی آفات میں سے ایک یہ آفت بھی ہے کہ تقلید کے رد وقدح میں حضرات ائمہ عظام تک طعن و تشنیع کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور یہ ایک صریح بد بختی اور صریح گمراہی ہے۔"

(مآثر صدیقی صفحہ ۲۲ حصہ چہارم)

امام اہلِ حدیث وحید الزمان نے بعض اہلِ حدیث کے متعلق لکھا:

"ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں

بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔"

(لغات الحدیث جلد ۲ صفحہ ۹۱ کتاب ش)

وحید الزمان صاحب نے اہلِ حدیث کے ایک گروہ کے متعلق لکھا:

"اگلے ائمہ دین جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی وغیرہ یا دوسرے اولیاء اللہ یا صوفیہ کرام ہیں ان کی توہین کرتے ہیں۔"

(تیسیر الباری جلد ۶ صفحہ ۴۹۹ نعمانی کتب خانہ)

مزید عبارات ہم نے اپنی کتاب "مقدس ہستیوں کی شان میں غیر مقلدین کی گستاخیاں" میں نقل کر دی ہے، یہ کتاب ماشاء اللہ شائع ہو چکی ہے اس کے ۵۳۳ صفحات ہیں والحمد للہ۔

راسخ صاحب کی قسم کہ غیر مقلدین کو انگریز دَور کی پیداوار کہنا جھوٹ ہے

مولانا عبد المنان راسخ غیر مقلد کہتے ہیں:

"بعض لوگ تہمت بازی اور جھوٹ سے گریز نہ کرتے ہوئے لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ اہلِ حدیث انگریز دَور کی پیداوار ہیں۔ رب محمد کی قسم... یہ اعلانیہ جھوٹ ہے۔"

(اصلاح کی راہیں صفحہ ۱۰۲ مکتبہ اسلامیہ)

الجواب:

مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد نے انگریز حکومت کو درخواست دے کر اپنے فرقہ کے لئے "اہلِ حدیث" نام الاٹ کرایا۔ (اشاعۃ السنہ: ۱۱/ ۴۲)

مولانا محمد شاہ جہان پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"کچھ عرصے سے غیر معروف مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں، پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں بلکہ ان کا نام بھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے، اپنے آپ کو تو وہ اہلِ حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں لیکن مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد وہابی یا لا مذہب لیا جاتا ہے۔"

(الارشاد الی سبیل الرشاد صفحہ ۱۳)

مولانا عبد الجبار غزنوی غیر مقلد اعتراف کرتے ہیں:

”ہمارے زمانہ میں ایک نیا فرقہ کھڑا ہوا ہے جو اتباعِ حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارے ہیں۔“

(فتاویٰ علمائے حدیث:۷/۸۰)

مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اہلِ حدیث کا گروہ بحیثیت غیر مقلد ہندوستان میں حضرت میاں صاحب (مولوی نذیر حسین صاحب) سے ظاہر ہوا ہے اس لیے غیر مقلد اہلِ حدیثوں پر وہابی کا الزام حضرت میاں صاحب سے پہلے کیسے ہو سکتا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت موصوف سے پہلے کسی شخص کو بھی وہابی نہ کہا گیا تھا۔“

(اہلِ حدیث امرتسر ۸ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ اگست ۱۹۱۸ء صفحہ ۳)

امرتسری صاحب آگے لفظ ”وہابی“ کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

”اہل حدیث (غیر مقلدین) پر یہ لفظ حضرت میاں صاحب سے شروع ہوا۔ کیوں کہ حضرت موصوف سے پہلے اہلِ حدیث کا گروہ بحیثیت غیر مقلد ہندوستان میں نہ تھا۔ جن لوگوں کو ان سے پہلے لوگ ”وہابی“ کہا کرتے تھے وہ مسائل توحیدیہ کی وجہ سے کہتے تھے نہ کہ مسائل ترک تقلید کی وجہ سے۔“

(اہلِ حدیث امرتسر ۸ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ اگست ۱۹۱۸ء صفحہ ۳)

امرتسری صاحب کی مذکورہ دونوں عبارتوں کا عکس ابن انیس حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی کتاب ”تاریخ ختم نبوت: ۴۳۴“ پہ دیکھ سکتے ہیں۔

محمد امین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”کچھ عرصہ سے اہلِ حدیث یا محدثین کے نام پر ایک نیا اندازِ فکر متعارف کروایا جارہا ہے جسے اہلِ ظاہر یا خوارج کا اندازِ فکر کہا جاسکتا ہے جس میں اعتدال نام کی کوئی چیز نہیں۔“

(نماز کے بعد دعائے اجتماعی اور طائفہ منصورہ کا مسلکِ اعتدال صفحہ ۱۱۹)

ازالہ شبہ:

غیر مقلدین اپنی قدامت جتلانے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ پچھلی صدیوں میں لکھی گئی کی کئی کتب میں اہلِ

حدیث کا تذکرہ موجود ہے۔

عرض ہے کہ پچھلی صدیوں میں اہلِ حدیث محدثین کو کہا جاتا رہا ہے جس کا اعتراف خود غیر مقلدین کو بھی ہے۔

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بعض جگہ تو ان کا ذکر لفظ اہل حدیث سے ہوا ہے اور بعض جگہ اصحاب الحدیث سے، بعض جگہ اہلِ اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے۔"

(تاریخ اہلِ حدیث: ۱۵۵ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد نے اپنے مضمون "مولانا رئیس احمد جعفری کے جواب میں" کے تحت " اہل حدیث اور اس کا مفہوم "عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

"رہا اہلِ حدیث کے متعلق آپ کا یہ فرمان، تو اس بارہ میں عرض ہے کہ لفظ اہلِ حدیث فن حدیث کے خدام پر ہی بولا جاتا ہے ، اس لحاظ سے اہلِ حدیث اور محدث مرادف ہیں والمحدث من يشتغل بالسنة النبوية۔ (شرح نخبہ لابن حجر) یہ خدمت تو ظاہر ہے کہ اہلِ سنت کے تمام مکاتب فکر نے انجام دی ہے۔ احناف ، شوافع، حنابہ ، موالک ۔ یہ سب حضرات سنت کو حجت مانتے ہیں۔ اس لئے قدرتی بات ہے کہ وہ سنت کی خدمت کریں گے۔ حافظ طحاویؒ، علامہ بدر الدین عینیؒ، شیخ الاسلام نابلسی ، علامہ ترکمانیؒ، حافظ زیلعیؒ کی فنی خدمات کو کون نظر انداز کر سکتا ہے۔ اس معنی سے یہ لوگ اہلِ حدیث بھی ہیں اور محدث بھی۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۶/ جنوری، ۱۹۶۲ء صفحہ ۵)

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"پانچویں صدی ہجری سے لے کر بعد والے زمانوں میں عام اہلحدیث علماء (محدثین) کے نزدیک امام ابو حنیفہ فقہ کے ایک مشہور امام تھے اور یہی راجح ہے۔"

(توضیح الاحکام: ۱/ ۱۸۸)

تنبیہ: قوسین میں "محدثین" کا لفظ بھی علی زئی کی طرف سے ہے۔

علی زئی صاحب نے امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری کا فرمان نقل کیا ہے:

”نصیحة لاخوانی من اهل القرآن و اهل الحدیث و اهل الفقه وغیرهم من سائر المسلمین میرے بھائیوں کے لیے نصیحت ہے اہلِ قرآن، اہلِ حدیث اور اہلِ فقہ میں جو تمام مسلمانوں میں سے ہیں۔“

[علمی مقالات: ۱/۱۶۷]

علی زئی کی اس پسندیدہ عبارت میں اعتراف موجود ہے کہ اہل حدیث / محدثین تمام مسلمانوں (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی وغیرہ) میں موجود ہیں۔

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”محدث الساجیؒ فرماتے ہیں: اجمع اهل الحدیث علی ترک حدیثه کہ محدثین اس کی حدیث کے ترک پر مجتمع ہیں۔“

(توضیح الکلام صفحہ ۹۲۸ ناشر ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد، تاریخ اشاعت ۲۰۰۵ء)

اثری صاحب نے عربی عبارت میں مذکور لفظ ”اهل الحدیث“ کا ترجمہ ”محدثین“ کیا ہے۔

شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام دار قطنی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۸۵) نے کہا: محمد بن راشد ضعیف عند اهل الحدیث، محمد بن راشد محدثین کی نظر میں ضعیف ہے۔“

(احکام طلاق صفحہ ۴۹۷، ناشر: ام القری پبلی کیشنز گوجرانوالہ، اشاعت: ۲۰۲۴ء)

سنابلی نے بھی ”اهل الحدیث“ کا معنی محدثین کیا ہے۔

مولانا نعیم الحق ملتانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اصحاب الحدیث یا اہلِ حدیث کا لفظ تاریخ اسلام کے اندر دو معنوں میں استعمال ہوا ہے، (۱) محدثین کا گروہ جو روایت و درایت کے لحاظ سے علم حدیث کی خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔ (۲) بمعنیٰ عامل بالحدیث: یہ برصغیر کی اصطلاح ہے جو یہاں کے جامد و متعصبین مقلدین کے مقابلے قرآن وسنت و منہج اسلاف کی روشنی میں دلیل کی بنیاد پر مسائل کو اختیار کرنے کی

دعوت پر مشتمل ہے۔ یعنی یہ لوگ خود کو محدثین کے فقہی مسلک کی جانب منسوب کرنا پسند کرتے ہیں، چاہے علم حدیث کے ساتھ مشغول ہوں یا نہ۔"

(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۵۷)

اس عبارت سے ثابت ہوا اہلِ حدیث اصل میں محدثین کے گروہ کا نام ہے عامل بالحدیث کو اہلِ حدیث کا نام دینا برصغیر کے غیر مقلدین کی اصطلاح ہے۔

محدثین کے حالات سے باخبر حضرات جانتے ہیں کہ اُن محدثین میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی وغیرہ ہر مسلک کے لوگ شامل ہیں۔ اس کی باحوالہ بحث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب "طائفہ منصورہ" میں اور علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد کی کتاب "کاروانِ حدیث" دیکھی جاسکتی ہے۔

اوپر غیر مقلدین کی عبارت منقول ہو چکیں کہ اہلِ حدیث محدثین کو کہا جاتا رہا ہے۔ اَب اگلی بات جانیں کہ محدث کسے کہتے ہیں؟

حافظ عمران ایوب لاہوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اصطلاح میں محدث وہ ہوتا ہے جو احادیث بیان کرنے کے ساتھ ساتھ علم اسماء الرجال، علل الحدیث، اسانید، عالی و نازل اور دیگر علوم الحدیث کی معرفت اور ان میں درک رکھتا ہو۔ بالفاظِ دیگر محدث وہ ہے جسے علم روایت و درایت پر کامل مہارت حاصل ہو اور وہ ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہو حتی کہ اس کا حفظ و ضبط معروف ہو۔"

(سنت کی کتاب صفحہ ۳۷، ناشر: فقہ الحدیث پبلی کیشنز لاہور، تاریخ اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۸ء)

لاہوری صاحب کی عبارت کے مطابق "علم روایت و درایت پر کامل مہارت" والے کو محدث کہا جاتا ہے اور انہی کو زمانہ سابق میں اہلِ حدیث کہا گیا، نہ کہ کسی مذہبی فرقہ کو، اور نہ عام عوام کو۔

ایک اور قسمیہ دعوی کہ تقلید کے ہوتے ہوئے حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا

شیخ جلال الدین سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"آپ کامل مومن بھی نہیں ہیں کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ ولدہ والناس اجمعین۔** (متفق

علیہ) کیوں کہ جب تک تقلید کا پٹہ گلے میں ہو تو رب کعبہ کی قسم اس حدیث پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔"

(رحمۃ الباری صفحہ ۶۴، سال طباعت: ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ موافق ۲۰۱۴ء، ملنے کا پتہ: ایوب اسلامی کیسٹ مرکز پشت قصہ خوانی پشاور)

الجواب:

یہاں خود غیر مقلدین کے حوالوں سے ہم کئی طرح کی بحث کر سکتے ہیں مثلاً یہ کہ اجتہادی مسائل میں غیر مجتہد کے لئے مجتہد کی تقلید کا جواز، قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ اور خود غیر مقلدین نے بھی ایسی تقلید کو ثابت، جائز اور واجب تسلیم کیا ہوا ہے۔ حوالہ جات بندہ کی کتاب "زبیر علی زئی کا تعاقب" میں منقول ہیں۔ اور آئندہ ہم ایک مستقل کتاب "مدعیان اہلِ حدیث سے تقلید کا ثبوت و وجوب" لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس میں موضوع کی مناسبت سے بہت زیادہ تفصیلی بحث ہو گی ان شاء اللہ۔

سر دست ہم یہاں دو طبقات کی بابت کچھ عرض کرنے لگے ہیں: ایک طبقہ صحابہ کرام کا ہے اور دوسرا محدثین کا، وباللہ التوفیق۔

غیر مقلد مصنفین کو اعتراف ہے کہ صحابہ کرام میں تقلید رائج تھی۔(**هدیة المهدی :۱/ ۱۱۲، رفع العجاجه عن سنن ابن ماجه**: ۲/ ۶۱۵، تیسیر الباری: ۲/ ۴۶۴۔۴۷۰، معیار الحق صفحہ ۱۶۴۔۱۶۵۔ اشاعۃ السنۃ: ۱۱/ ۳۱۵)

محمد بن ابراہیم وزیر یمانی لکھتے ہیں:

"**اما اجماع الصحابة على تقرير العوام على التقليد فلانه اجماع فعلى لا لفظى۔**

صحابہ کرام کے اجماع فعلی سے یہ ثابت ہے کہ عوام کو تقلید پر برقرار رکھا جائے گا"

(الروض الباسم جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ الکلام المفید صفحہ ۳۳۷)

وزیر صاحب بہ تصریح نواب صدیق حسن خان "تارک تقلید" تھے۔(**التاج المکلل** صفحہ ۲۸۷ تحت ترجمہ ۴۵۰)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

”کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولیٰ میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی“

(معیار الحق صفحہ ۴۳)

اَب سوال یہ ہے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا حدیث پر عمل نہیں تھا۔ آخر آپ نے اتنا بڑا دعوی کیسے کر دیا کہ مقلد کا حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا؟

محدثین کرام اور مسئلہ تقلید

طبقہ صحابہ کرام کے بعد اَب ذرا محدثین کے مقلد ہونے پر چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے حالات میں ”فقہی مذہب“ عنوان قائم کر کے لکھا:

”امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی تہذیب و تنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔ علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب شافعی کی ترقی و ترویج میں امام بیہقی کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن سبکی فرماتے ہیں کہ کوئی شافعی المذہب ان کی تصنیفات سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں امام الحرمین ابو المعالی جوینی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ: امام بیہقیؒ کے علاوہ کوئی ایسا شافعی المذہب نہیں ہے جس پر امام شافعیؒ کے احسانات نہ ہوں لیکن امام بیہقی کا خود امام شافعی پر احسان ہے، کیوں کہ ان کی تصنیفات سے ان کے مذہب و مسلک کی بڑی تائید و اشاعت ہوئی ہے، وہ تمام شوافع میں اس مذہب کے اصول و فروع کی حمایت میں پیش پیش رہے ہیں اور اس کی تفریع و تخریج اور توضیح و تشریح کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۱۸۹)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ

مولانا عبد الرووف جھنڈانگری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ابن عبد البر کا اسم گرامی یوسف بن عبد اللہ ہے، قرطبہ کے رہنے والے مالکی مسلک کے محدث ہیں اندلس میں ۴۶۳ھ میں انتقال فرما گئے۔ ”استیعاب“ آپ کی مشہور ترین کتاب ہے۔“

(حاشیہ نصرة البخاری فی بیان صحة البخاری صفحہ ۱۴۳)

علامہ ابن العربی اور تقلید

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”علامہ ابن العربیؒ اور قرطبیؒ فقہ مالکی کے امام ہیں۔“

(توضیح الکلام صفحہ ۸۸ طبع جدید)

علامہ منذری اور تقلید

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے علامہ منذری رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا:

”فقہی اعتبار سے امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۲۴۸)

علامہ نووی اور تقلید

مولانا عبد الرشید اظہر غیر مقلد (مدرس مدرسہ سعیدیہ خانیوال) لکھتے ہیں:

”آپ نہایت منصف مزاج اور شستہ قلم مصنف تھے۔ اپنی تصانیف میں شافعی المسلک ہونے کے باوجود امام ابو حنیفہ کے اقوال نقل کرتے تھے۔“

(فتاویٰ علمائے حدیث: ۴/ ۵۷ ناشر مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور، طباعت دوم جنوری ۲۰۱۱ء)

حافظ ابن حجر اور تقلید

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حافظ ابن حجرؒ تو شافعی ہیں لیکن حافظ زیلعیؒ بڑے پختہ کار حنفی محدث ہیں۔“

(مقالات اثری: ۲/ ۴۰)

علامہ ابن تیمیہ اور تقلید

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے حافظ محمد گوندلوی کے تذکرہ میں لکھا:

"مدینہ منورہ کے قیام کے دَوران آپ سے دریافت کیا گیا کہ امام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانی میں سے کس کو دوسرے پہ فضیلت حاصل ہے؟ حافظ صاحب نے فرمایا: علوم عقلیہ میں امام ابن تیمیہؒ ابن حجرؒ سے زیادہ عالم ہیں اور علوم نقلیہ بشمل اسماء الرجال، تاریخ، اصول حدیث، جرح وتعدیل، نقد و نظر کے اعتبار سے ابن حجرؒ امام ابن تیمیہؒ پر فوقیت رکھتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ شافعی مذہب سے وابستہ ہیں۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں حنبلی مسلک کے طلباء کی اکثریت تھی، اس لئے ان کو حافظ صاحب کی یہ بات ناگوار گزری چنانچہ یہ بات رئیس الجامعہ شیخ ابن بازؒ تک پہنچی تو انہوں نے اس سلسلہ میں حافظ صاحب کو محاضرے کو دعوت دی۔ سامعین میں جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ و طلباء اور کئی علمی شخصیات موجود تھیں۔ حضرت العلام حافظ نے ساڑھے تین گھنٹے مفصل و مدلل بحث فرمائی، محاضرہ کا موضوع ایمان تھا۔ آپ نے امام ابن تیمیہؒ اور ابن حجرؒ کی تصانیف سے عبارتیں پیش کیں اور اس کے بعد ان کا تقابل کر کے اپنے موضوع کو ثابت کرنے کا حق ادا کر دیا۔"

(چالیس علمائے اہلِ حدیث صفحہ ۳۴۹)

حافظ ابن قیم اور تقلید

مولانا ابوزکی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم بھی مسلک کے لحاظ سے حنبلی تھے۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی بھی حنبلی تھے۔ حنبلی مسلک کے پیروکار سعودی عرب میں موجود ہیں اور سعودی حکومت کا سرکاری مذہب بھی حنبلی ہے۔"

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۷۲)

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ

غیر مقلدین کے رسالہ "صحیفہ اہلِ حدیث" میں لکھاہے:

”شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی مسلک کے پیرو تھے، فقہ اسلام کے چاروں مسالک میں سے حنبلی مسلک کو یہ امتیاز حاصل رہا ہے کہ یہ توحید باری تعالیٰ کے تنزیہی تصور پر مضبوط اعتقاد رکھنے کی تعلیم دیتا ہے، اس مسلک کے ماننے والوں میں امام ابن تیمیہ، امام جوزی اور شیخ عبد القادر جیلانی عالم اسلام کے درخشندہ ستارے ہیں، اگرچہ اہلِ تصوف نے شاہ عبد القادر جیلانی کو سلسلہ صوفیاء میں شمار کیا ہے لیکن ان کی کتاب غنیۃ الطالبین حنبلی فقہ کی کتاب ہے۔“

(صحیفہ اہلِ حدیث: ۱۶/ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ صفحہ ۱۸)

علامہ سیوطی اور تقلید

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ”الاکلیل“ میں **فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** کے متعلق مذکور ہے:

”**انه استدل بها علی جواز تقلید العامی فی الفروع**، اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ عام آدمیوں کے لیے فروعی مسائل میں تقلید جائز ہے۔“

(الاکلیل بحوالہ احکام القرآن للجصاص: ۲/۲۶۲)

کچھ مزید حوالے

غیر مقلدین کے ”مجدد“ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

”حافظ ابن عبد السلامؒ اور ان کے تلمیذ حافظ ابن دقیق العیدؒ اور ان کے شاگرد علامہ ابن سید الناسؒ اور ان کے شاگرد حافظ زین الدین العراقیؒ اور ان کے شاگرد حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور ان کے شاگرد امام جلال الدین سیوطیؒ تمام اکابر شافعی المذہب تھے۔“

(الجنۃ صفحہ ۲۳ بحوالہ الکلام المفید صفحہ ۱۲۶)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”علامہ مرغینانی صاحبِ ہدایہ، کاسانی مولف بدائع والصنائع اور علامہ سرخسی، قاضی خان، نسفی ابن قدامہ، ابن تیمیہ، علامہ ابو اسحاق، ابراہیم بن علی بن یوسف صاحب مہذب، اسی طرح زرقانی اور باجی، ابن رشد، شاطبی وغیرہم سب اپنے ائمہ کے مذاہب کو روایت اور

درایت کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں ان کے طریق استدلال سے اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر ان کے محقق ہونے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔"

(تحریک آزادیٔ فکر صفحہ ۱۹۸)

دفع دخل مقدر کے طور پر دو عبارتیں ملاحظہ ہوں۔ مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھے ہیں:

"بعض مسائل میں ان کا رجحان اگر حنفی موقف کے خلاف ہے تو یہ ان کے "غیر مقلد" ہونے کی دلیل نہیں"

(تنقیح الکلام صفحہ ۳۶۷)

شیخ جلال الدین سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"آپ کے مذہب میں بھی بہت علماء کے تفردات مشہور ہیں جیسے ابن ہمام، عبدالحی لکھنوی وغیرہ۔"

(رحمۃ الباری صفحہ ۶۴، سال طباعت: ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ موافق ۲۰۱۴ء، ملنے کا پتہ: ایوب اسلامی کیسٹ مرکز پشت قصہ خوانی پشاور)

خود مدعیان اہلِ حدیث بھی تقلید کیا کرتے ہیں۔ بندہ کا رسالہ "غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟" کا مطالعہ کر کے حوالے دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں بھی چند عبارتیں پیش کی جاتی ہیں۔

غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"ہمارے اہلِ حدیث بھائیوں نے ابنِ تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکے دار بنا رکھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف سے کام لو جب تم نے امام ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو اُن سے متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟"

(لغات الحدیث ۲/۱۲ اصب)

علی زئی نے دعوی کیا کہ بخاری میں مختلط راویوں کی اختلاط کے بعد کی روایات ہیں۔ شیخ کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

”عرض ہے کہ زبیر علی زئی صاحب نے یہاں پر امام ابن صلاح کی اندھی تقلید کی ہے، کیوں کہ ابن صلاح رحمہ اللہ نے محض حسنِ ظن کی بنیاد پر ایسا کہا ہے، جیسا کہ بعض اہلِ علم نے صراحت کی ہے۔ تحقیق کی روشنی میں حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ صحیح بخاری میں سعید کی وہ روایات بھی ہیں جنہیں ان کے شاگردوں نے اختلاط کے بعد بیان کیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) نے کہا:......امام بخاری رحمہ اللہ نے قتادہ کے طریق سے ان کی جو روایات لی ہیں تو ان میں اکثر وہ روایات ہیں، جنہیں ان کے ان شاگردوں نے نقل کیا ہے، جنہوں نے ان کے اختلاط سے پہلے سنا ہے اور جن لوگوں نے اختلاط کے بعد سنا ہے، ان کی بھی کچھ روایات امام نے نقل کی ہیں مثلا......۔“

(یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۴۳)

سنابلی نے آگے لکھا:

”معلوم ہوا کہ امام ابن صلاح رحمہ اللہ کا بیان ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے، اس لئے اس سے حجت پکڑنا جانتے بوجھتے ہوئے بھی بے دلیل بات کی پیروی کرنا ہے اور اسی چیز کا نا ”اندھی تقلید“ ہے۔“

(یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۴۵)

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی (قسط:۱)

مناظرہ استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! قارئین کچھ عرصہ پہلے اہل السنت والجماعت احناف دیوبند کا مماتی حضرات سے استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا جس میں مماتی حضرات کو عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بعد میں بہت سارے دوستوں نے اس تمنا کا اظہار کیا تھا کہ یہ مناظرہ تحریری شکل میں شائع ہونا چاہیے۔ بندہ خود بھی یہ خواہش رکھتا تھا کہ اس مناظرہ کو بھی تحریری شکل دی جائے لیکن شدید مصروفیات کی وجہ سے وقت نکالنا مشکل تھا۔ اب جب کچھ مصروفیات کم ہو گئی تو اللہ کے فضل و کرم سے اس کام کا آغاز کر دیا۔ ہم ان شاء اللہ قسط وار اس مناظرہ کو مجلّہ راہِ ہدایت میں شائع کر رہے ہیں۔ احباب سے گزارش ہے کہ کہیں غلطی نظر آئے تو بندہ کے ساتھ واٹس ایپ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ ہمارا واٹس ایپ نمبر شمارہ کے ٹائٹل پیج پر موجود ہے۔

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب مدظلہ العالی

الحمدللّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ولو انھم اذ ظلموآ انفسھم جآءوک فاستغفرواللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدو اللّٰہ توابا رحیما۝

انتہائی قابلِ احترام سامعین وناظرین آپ کے علم میں ہے کہ آج ہمارے اور وحدان صاحب کے درمیان استشفاع عند قبر النبی ﷺ کے موضوع پر مناظرہ ہے۔ مجھ سے پہلے صدرین حضرات نے آپ کے سامنے شرائط ،موضوع وغیرہ پوری تفصیل سے بیان کیا۔

سب سے پہلے میں نے اپنا دعویٰ اِن (فریق مخالف) کو دے دیا ہے اور یہ میرے پاس بھی دوسری کاغذ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ میں اپنی طرف سے چند وضاحتیں پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی وحدان صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ میری باتوں کو غور سے سنیں تاکہ جن باتوں کی میں وضاحت کروں تو بعد میں ان کے حوالے سے ہم پر کوئی الزام نہ لگائیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

دعویٰ اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند

- رسول اللہ ﷺ کے قبر مبارک پر حاضری کے وقت شفاعت کی درخواست کرنا جائز بلکہ مستحسن اور مستحب ہے۔(یعنی آدمی جب حج و عمرہ کے لئے جائے اور روضہ مبارک پر حاضر ہو کر وہاں سلام عرض کرے تو جس طرح فقہاء کرام اور محدثین نے سلام عرض کرنا لکھا ہے تو اسی طرح شفاعت کی درخواست کرنا بھی لکھا ہے تو یہی میں نے لکھا ہے کہ شفاعت کی درخواست کرنا مستحسن اور مستحب ہے۔)
- فقہاء امت، محدثین اور اکابرین دیوبند نے آدابِ زیارت میں واضح الفاظ کے ساتھ یہ مسئلہ لکھا ہے۔(یعنی یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کرتے اور نہ ان شاء اللہ العزیز معتزلہ اور خوارج کی طرح اپنے استدلالات پیش کریں گے بلکہ جو فقہاء امت (جو زمہ دار لوگ ہیں) محدثین اور مفسرین نے لکھا ہے وہی پیش کریں گے۔)

وضاحت نمبر ۱

قبر مبارک پر حاضری کے دوران شفاعت کی درخواست کرنا یعنی استشفاع عند قبر النبی ﷺ کو ہم فرض، واجب یا سنت نہیں مانتے۔

وضاحت نمبر ۲

نبی ﷺ کو دور سے غائبانہ پکارنا (چاہے وہ قبل الوفات دنیوی ظاہری زندگی میں ہو یا بعد الوفات برزخی زندگی میں ہو) اس عقیدے کے ساتھ کہ وہ عادتاً سنتے ہیں اسے ہم شرک سمجھتے ہیں۔

وضاحت نمبر ۳

ہم صرف اللہ تعالیٰ کو مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں لہذا نبی ﷺ کے قبر پر مرادیں اور حاجات مانگنے کے لئے جانے کو ہم شرک سمجھتے ہیں۔(لہذا اس کے خلاف آپ کو دلائل دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔)

وضاحت نمبر ۴

رسول اللہ ﷺ کے پاس دنیا کے ظاہری زندگی میں بھی جب کوئی شخص دعا اور شفاعت کی درخواست کیلئے آتا تو آپ ﷺ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے، جیسا کہ متعدد احادیث بلکہ قرآن مجید میں بھی

اس کا ذکر آیا ہے اور یہ شرک نہیں ہے تو ٹھیک اسی طرح آپ ﷺ کی قبر پر حاضری کے دوران بھی شفاعت اور مغفرت کی درخواست کرنا شرک نہیں ہے۔

وضاحت نمبر ۵

نبی ﷺ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنا کہ آپ ﷺ میرے لیے اللہ سے مانگیں (چاہے دنیا کی زندگی میں کوئی آئے یا وفات کے بعد قبر مبارک پر آئے اور دعا کی درخواست کرے) یہ الگ بات ہے اور نبی ﷺ سے مانگنا کہ آپ ﷺ میری مغفرت کریں اور میری فلاں حاجت کو پورا فرمایہ الگ بات ہے پہلی بات جائز اور دوسری شرک ہے لہذا دونوں کو ایک دوسرے سے خلط ملط کرنا درست نہیں ہے۔

وضاحت نمبر ٦

استدلال کے لئے ہم جو آیت پیش کریں گے تو ان شاءاللہ مسلّم حضرات (ایسے حضرات جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلّم ہوں) سے اس کی تفسیر پیش کریں گے اور یہ آپ کے لیے بھی لازم ہو گا کہ جو آیت پیش کریں گے اس کی تفسیر مسلّم حضرات سے پیش کرنا ہو گا۔ ایسا نہیں کریں گے کہ دعویٰ ایک ہو اور دلیل دوسری چیز کے لیے ہو۔

میں ایک بار پھر اپنے دعوے کا خلاصہ بیان کرتا ہوں کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری کے دوران سلام عرض کرنا (مسنون ہے اور) فقہاء کرام نے لکھا ہے اسی طرح شفاعت کی درخواست کرنا بھی تمام فقہاء کرام نے لکھا ہے اور یہ مستحسن اور مستحب ہے۔

دلائل

دلیل نمبر ۱

اعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم

ولو انھم اذ ظلموآ انفسھم جآءوک فاستغفرواللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدو اللّٰہ توابا رحیما۝

(پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت نمبر ٦٤)

ترجمہ: اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول (خدا) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے۔

استدلال نمبر ا

بانی دار العلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو اس آیت کو صرف دنیا کی ظاہری زندگی کے ساتھ خاص کرتا ہے اور روضہ مبارک پر آنے والے کو اس سے مستثنٰی کرتا ہے تو یہ شخص قرآن کی نص سے انکار کرتا ہے۔

"ولو انهم اذ ظلموآ انفسهم جآءوک...الخ

کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں (یعنی یہ صرف صحابہ کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ صحابی آکر دعا کی درخواست کرے بلکہ بعد والے امتی بھی روضہ مبارک پر آکر دعا کی درخواست کرسکتے ہیں۔ مفتی ندیم صاحب) اور تخصیص ہو تو کیونکہ ہو آپ ﷺ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ ﷺ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں اور اگر اہل عصر ہی کے ساتھ یہ فضیلت مخصوص تھی تو آیت

النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امّهاتهم

کے دونوں جملے جدا جدا آپ کی حیات پر ایسی طرح دلالت کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ قرآن کے ماننے والوں کو تو گنجائش انکار رہتی ہی نہیں۔"

(آبِ حیات صفحہ ۵۳،۵۲)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے ماننے والوں کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

میں ان شاء اللہ مزید استدلال بھی پیش کروں گا لیکن ابھی قاعدہ آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں یہ تقریباً تمام علماء اصولیین نے لکھا ہے۔ میں یہاں علامہ کوثری اور علامہ عابد سندھی رحمہا اللہ کے حوالے سے یہاں ذکر کرتا ہوں۔ میں نے قرآن مجید کی جو آیت پڑھی ہے اس کے نیچے سب نے یہ لکھا ہے کہ

وترک المطلق علیٰ اطلاقهٖ مما اتفق علیه اهل الحق والتقید لایکون الا بحجة

یعنی مطلق کو اپنے اطلاق پر جاری کیا جائے گا اس پر اہل حق اور اصولیین کا اتفاق ہے۔ اب مطلق کو مقید کرنا کہ یہ آیت دنیا کی زندگی کے ساتھ خاص تھا اب برزخی زندگی کے ساتھ اس کا تعلق نہیں تو فرماتے ہیں کہ اس

کے لیے دلیل کی ضرورت ہوگی۔ جو ایسا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو جس طرح ہم نے پیش کیا ہے۔ لہذا ضرور اس بات کا خیال رکھیں۔

تو استدلال کے لیے میں نے پہلی نمبر پر آب حیات کو پیش کیا تھا اب دوسری استدلال ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال نمبر ۲

یہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر معارف القرآن کا جلد نمبر ۲ اور صفحہ نمبر ۴۵۹ ہے، فرماتے ہیں:

”یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا، جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ ﷺ اس کے لیے دعاء مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری جیسے آپ ﷺ کی دنیوی حیات کے زمانے میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔“

مولوی صاحب! اس (روضہ اقدس پر جاکر مغفرت کی درخواست کرنے۔ ناقل) کو اگر آپ شرک کہتے ہیں تو مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کیا کہیں گے واضح کریں۔

استدلال نمبر ۳

یہ ایک اور دیوبندی کا حوالہ لیجئے اعلاء السنن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۴۹۸ ہے انہوں نے بھی لکھا ہے:

”ولو انهم اذ ظلموآ انفسهم جآءوک...الخ ووجه الاستدلال بها أنه صلى الله عليه وعلى آله وسلم حی فی قبره بعد موته (آگے دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں) **فثبت ان حكم الآية باق بعد وفاته** ﷺ پس ثابت ہو گیا کہ آیت کا حکم آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے **فينبغی لمن ظلم نفسه ان يزور قبره ويستغفر الله عنده فيستغفر له الرسول۔** پس جس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اسے چاہیے کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرے اور اس کے پاس اللہ سے بخشش مانگے تو نبی ﷺ بھی اس کے لیے بخشش مانگیں گے۔“

مولوی صاحب! یہ علامہ (ظفر احمد۔ناقل) عثمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے جو ہم سب کے لیے (روحانی) دادا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج اپنے روحانی آباؤ اجداد سے انکار نہیں کریں گے۔

استدلال نمبر ۴

یہ میرے پاس احسن الفتاوی کی جلد نمبر ۴ صفحہ ۵۶۱ ہے، یہ بھی لکھتے ہیں:

"ولو انهم اذ ظلموآ انفسهم جآءوک...الخ فثبت ان حکم الآیة باق بعد وفاته ﷺ پس ثابت ہو گیا کہ آیت کا حکم آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے فینبغی لمن ظلم نفسه ان یزور قبره ویستغفرالله عنده فیستغفر له الرسول۔ پس جس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اسے چاہیے کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرے اور اس کے پاس اللہ سے بخشش مانگے تو نبی ﷺ بھی اس کے لیے بخشش مانگیں گے۔"

یہ بھی اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

استدلال نمبر ۵

مولوی صاحب! ہمارے تقریباً تمام سلف اور اکابرین نے اس آیت کے نیچے اعرابی کا واقعہ بغیر کسی نکیر کے نقل کیا ہے اور پھر اس سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ میرے پاس تفسیر قرطبی کی جلد ۶ صفحہ ۴۳۹ ہے اس نے بھی اس واقعہ سے استدلال کیا ہے۔

استدلال نمبر ۶

یہ تفسیر بحر المحیط کی جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۹۶ ہے۔ اس نے بھی اسی آیت کے نیچے یہی استدلال کیا ہے۔

استدلال نمبر ۷

مشہور محدث امام بیہقی رحمہ اللہ بھی شعب الایمان جلد ۳ صفحہ ۱۵۱۷ میں اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

استدلال نمبر ۸

اسی طرح شفاء السقام صفحہ ۲۱۴ پر امام مالک رحمہ اللہ سے یہی استدلال نقل کیا گیا ہے۔

استدلال نمبر ۹

یہ وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۱۵ ہے اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

﴿وقت ختم﴾

مولاناواحد اللہ وحدان صاحب

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

میں سب سے پہلے مفتی صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ آپ نے جو دعویٰ پیش کیا ہے اس میں بجائے اس کے، کہ آپ موضوع کے لیے محمول ثابت کریں آپ نے محمول کو چھوڑ کر موضوع کے لیے حکم ثابت کیا حالانکہ یہ آپ کی کتاب ہے جو ساجد نقشبندی صاحب نے لکھی ہے کرامات اختیاری و غیر اختیاری پر آپ کا جو مناظرہ ہوا تھا (اسے مرتب کیا گیا ہے۔ناقل) اس میں پہلے آپ نے موضوع کو محمول کے لیے ثابت کیا ہے یہ مسئلہ چونکہ آپ کا"انکار"پر ہے تو محمول کو موضوع سے نفی کیا ہے اور پھر نیچے حکم لگایا ہے جبکہ یہاں (اس مناظرہ میں) آپ نے تداخل کیا ہے بجائے محمول کو موضوع کے لیے ثابت کرنے کے، آپ نے موضوع کے لیے حکم ثابت کیا ہے اور یہ علم مناظرہ کی رو سے صحیح نہیں ہے۔

پہلی بات آپ نے یہ کی کہ ہم نبی ﷺ کے قبر کے پاس شفاعت کی درخواست کو مستحسن اور مستحب سمجھتے ہیں، یہ میرے پاس خلاصہ کیدانی ہے یہ فقہ کی ایک ہے اس میں صفحہ نمبر ۴ پر اس نے لکھا ہے:

"والمستحب ما فعله النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مرة وترکه اخریٰ وما احبه السلف"

"یعنی مستحب اسے کہتے ہیں کہ جسے نبی ﷺ نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو اور سلف نے اسے پسند کیا ہو۔"

تو آپ مجھے یہ قول اللہ کے نبی سے دکھائیں گے اور ان شاء اللہ ہمارے دعویٰ میں بھی یہ بات ہو گی کہ اللہ کے نبی سے یہ ثابت نہیں ہے، صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے، قرآن سے صراحتاً ثابت نہیں ہے کہ جس میں استشفاع کا لفظ ہو، **عند قبر النبی** ﷺ کا تذکرہ ہو اور اس کے ساتھ اللہ کے نبی کے لئے شفاعت کا ثبوت ہو۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اول سے آخر تک میں یہی کہوں گا اور آپ ان شاء اللہ یہ ثابت نہیں کر سکیں گے۔

اس کے بعد میں ایک سوال کرتا ہوں اس مولانا (عبد الرحمن عابد) صاحب نے آپ کی تعاون سے یہ کتاب لکھی ہے کیونکہ اس پر از افادات (مفتی ندیم صاحب) لکھا ہوا ہے اور یہ آپ کی طرف سے ایک قسم کی توثیق ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے استمداد۔ استمداد کے اقسام میں پھر لکھا ہے توسل، توسل کے اقسام میں پھر لکھا ہے استشفاع۔ گویا استمداد مقسم ہے اور اس کی ایک قسم استشفاع اور دوسرا توسل ہے، تو بزرگوں! یہ یاد رکھیں ایک مقسم کے اقسام کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تضاد ہوتا ہے۔ استمداد مقسم تھا تو اقسام میں تضاد ہونا چاہیے تھا لیکن آپ نے توسل کے نیچے استشفاع ذکر کرکے شیئ کے قسیم کو شیئ کا قسم بنایا ہے۔ اس کا علمی جواب دیجئے گا۔

اس (مولانا عبد الرحمن عابد صاحب کی) کتاب میں تو استشفاع کو توسل کا قسم لکھا گیا ہے لیکن یہ آپ کے بزرگ نور الحسن شاہ بخاری صاحب کی کتاب "توحید اور شرک کی حقیقت" ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے:

"یہ توسل شفاعت کی قسم ہے۔"

یعنی یہ شفاعت کو مقسم بنا کر توسل کو اس کا قسم بنا رہا ہے جبکہ یہ مولانا (عبد الرحمن عابد) صاحب توسل کو مقسم اور شفاعت کو اس کا قسم بنا رہا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ توسل اور استشفاع میں ترادف کا قول کرتے ہیں حالانکہ شیخ سرفراز خان صفدر صاحب نے تسکین الصدور میں لکھا ہے:

"شفاعت کی درخواست قبر کے قریب ہونی چاہیے"

اور آگے لکھتے ہیں:

"توسل کے لئے قبر پر حاضری کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔"

یعنی توسل کے لیے قبر کے قریب جانا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ قریب اور بعید دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ اب جب آپ نے توسل اور استشفاع کو ایک مانا ہے تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ دور سے استشفاع کے قائل ہو گئے یا نہیں؟ کیونکہ آپ تو دور سے بھی توسل کے قائل ہیں۔ ان باتوں کا جواب دیجئے گا۔

اس کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ آپ نے کہا کہ شیخ قاسم نانوتوی صاحب نے اس آیت سے استدلال کیا تھا تو یہ میرے پاس شیخ قاسم نانوتوی صاحب کی کتاب "آب حیات" ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے:

"رسول ﷺ کا حیات دنیاوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے اس میں انقطاع، تبدّل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہونا واقع نہیں ہوا"

یہ تو شیخ قاسم نانوتوی صاحب نے لکھا ہے۔ اب دیکھیں یہ ایک اور کتاب ہے جس سے آپ نے پشاور مناظرہ میں میرے سامنے فتویٰ پیش کیا تھا کہ فلاں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے لکھا ہے کہ جو حیات برزخی نہیں مانتا اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی لہذا یہ فتویٰ تو ان (مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ۔ ناقل) پر جالگا۔ اب جب آپ مسئلہ حیات النبی ﷺ میں ان (مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ۔ ناقل) پر فتویٰ لگا رہے ہیں تو یہاں ان سے استدلال کیوں کر رہے ہیں؟

دوسری بات!

یہ میرے پاس شیخ قاسم نانوتوی صاحب کی کتاب "اجوبہ اربعین" ہے اس میں لکھا ہے:

"شہید اس بدن سے زندہ نہیں۔"

آگے لکھتے ہیں:

"ہاں جنت میں اس کو دوسرا بدن مل جاتا ہے۔"

اور یہ کتاب "المسلک المنصور" ہے اس کے صفحہ ۶۶ پر لکھا ہے:

"معتزلہ وغیرہ باطل فرقوں نے جسم مثالی سے اس طرح کے استدلال کیے ہیں"

یعنی یہ کہتے ہیں کہ معتزلہ جسم مثالی کو مانتے ہیں گویا کہ آپ کے شیخ سرفراز صاحب نے شیخ قاسم نانوتوی صاحب پر فتویٰ لگا دیا کہ یہ اس مقام پر معتزلی ہے۔ اور یہ آپ کے مولانا محمد امین صاحب کی کتاب التحقیق المتین میں لکھا ہے:

"یہ عقیدہ ان منکرین حیات و معتزلہ کا واضح طور پر قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔"

یعنی ان (مولانا محمد امین صاحب) کے نزدیک شہید کے جسم کو میت کہنا اور اس کے لیے جسم مثالی ماننا معتزلہ کا موقف ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ آپ کے مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اور التحقیق المتین والے نے شیخ قاسم نانوتوی صاحب کو معتزلی اور قرآن کا منکر کہا ہے۔ تو ایک جگہ آپ ان سے استدلال کرتے ہیں اور دوسری جگہ انکار کرتے ہیں، یہ کون سا فلسفہ ہے؟

جواب دعویٰ

اب یہ میری طرف سے جواب دعویٰ لیجئے۔

میں جواب دعویٰ کرتا ہوں قضیہ حملیہ کی صورت میں جو سالبہ بھی ہے اور پھر تصریح میں **كيفية النسبة**

میں مراد میرا مطلقہ عامہ ہے بمقابل دائمہ کے، جب آپ کی ثبوت بطریق دوام ہو یعنی دنیا میں بھی، برزخ میں بھی، آخرت میں بھی۔ تو میں اس کے عوض مقابلے میں مطلق عامہ لیتا ہوں۔ یا وقتیہ مطلقہ کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں، دیکھیں میں استشفاع من النبی اور ہر دفن شدہ سے استشفاع فی البرزخ کی نفی کرتا ہوں، چاہے وہ قریب ہو یا بعید۔ عربی میں ملاحظہ کریں:

"الاستشفاع ليس بثابت فى البرزخ من المدفون سواء عند القبر أم لا"

پھر میری طرف سے موقف یہ آئے گا کہ استشفاع عند قبر النبی ﷺ کا ذکر نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، نہ صحابہ کرام کے اقوال سے یہ ثابت ہے اور نہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے۔ اور یہ استدلال کے لئے چار مضبوط طرق ہیں۔ آپ ان سے ثابت کریں میں ان شاء اللہ اسی وقت مان جاؤں گا۔ لیکن میرا یہ یقین اور اعتماد ہے کہ آپ ان شاء اللہ اسے ثابت نہیں کر سکیں گے۔

اب میری طرف سے حکم سن لیجیے ایک حکمِ منطقی ہے اب حکم منطقی کسے کہتے ہیں؟ اسناد امر الیٰ امر ایجاباً او سلباً میں یہاں نبی سے استشفاع فی البرزخ کو نفی کر رہا ہوں تو میں حکمِ سلبی کا قائل ہوں۔ پھر اگر حکمِ اصولی کی بات کریں خطاب اللّٰه تعالیٰ متعلق بافعال المتكلفين بالاقتضاء والتخيير۔ تو اس جگہ اللہ کی طرف صراحتاً ایسا خطاب نہیں ہے البتہ میں ان شاء اللہ تضمناً اشارتاً یہ ثابت کروں گا اور جہاں تک فقہاء کرام کی عبارات کا تعلق ہے تو میں یوں کہوں گا کہ باقوال الفقهاء والعلماء من السلف المأخوذ من العلماء العرب والديوبند الاستشفاع سوال من المدفون شرک ان الفاظ کو میں ان شاء اللہ علماء سے ثابت کروں گا۔

آپ نے جو آیت کریمہ پڑھی ولو انهم اذ ظلموآ انفسهم جآءوک فاستغفروا اللّٰه اور اس پر آپ نے شیخ قاسم نانوتوی صاحب کا قول پیش کیا تو میں نے کہا کہ شیخ قاسم نانوتوی صاحب کو آپ نے جسم مثالی کی وجہ سے معتزلی کہا ہے اسی طرح جب انہوں نے شہید کو میت کہا تو آپ نے اسے معتزلی اور قرآن کا منکر کہا اور عذاب قبر کے مناظرہ میں بھی آپ نے کہا تھا کہ جسم مثالی ماننا معتزلہ، منکرین حدیث اور قادیانیوں کا قول ہے۔ تو جب آپ نے شیخ قاسم صاحب کو ایسے ایسے القابات دیئے ہیں تو اب ان سے استدلال کیوں کر رہے ہیں؟ اور جہاں تک

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی بات ہے تو انہوں آیت **ثم یمیتکم ثم یحییکم** سے انہوں دنیا اور آخرت کی حیات مراد لی ہے جبکہ آپ کہتے ہیں کہ جو اس آیت سے دنیا اور آخرت کی حیات مراد لیتا ہے اور برزخ کی حیات اس سے مراد نہیں لیتا وہ عذابِ قبر سے منکر ہے تو آپ کے نزدیک مفتی شفیع رحمہ اللہ عذابِ قبر کے منکر ہیں۔ اسی طرح آپ نے جن دیگر علماء کو پیش کیا تو ان کے مقابلے میں، میں دیگر حوالہ جات پیش کروں گا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ قرآن، حدیث، صحابہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ مسئلہ ثابت نہیں ہے اور میں ان شاء اللہ یہ ثابت کروں گا کہ علماء نے اسے (استشفاع عند قبر النبی ﷺ۔ ناقل) شرک کہا ہے۔

جو آیت آپ نے پڑھی **ولو انهم اذ ظلموآ انفسهم** اس کے بارے میں آپ نے کہا کہ یہ آیت عام ہے میں کہتا ہوں کہ بالفرض یہ آیت عام ہو تو یہ **مقدم** ہے لہذا اس کے بعد والی آیت بھی عام ہو گی یعنی **فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فی ما شجر بینهم** بھی عام ہو گی۔ اب اگر آپ یہ کہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان مناظرے کا فیصلہ عوام میڈیا پر کریں گے تو آپ نے فیصلہ اللہ کے نبی پر نہیں کیا۔ لہذا اب یا تو آپ کہیں کہ یہ آیت عام نہیں ہے یا پھر مان لو کہ اللہ کے نبی پر فیصلہ نہ کر کے آپ سے کفر صادر ہو گیا۔ کیونکہ اگلا آیت **فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فی ما شجر بینهم** آیت کو بھی عام ماننا پڑے گا۔ اگر اگلے آیت کو عام نہیں مانتے تو یہ تالی اور تالی باطل مقدم مثل۔

نیز یہ بھی دیکھیں کہ آیت میں لفظ **جآءوک** آیا ہے **جآءو قبرک** نہیں آیا ہے۔ لہذا استشفاع عند قبر النبی ﷺ کے ثبوت کے لئے اس آیت میں رائحہ (بو) بھی نہیں ہے۔

نیز آپ نے اس آیت سے جو استدلال کیا ہے تو استدلال کے لئے چار طرق ہیں آپ کا ان چار طرق میں سے کونسا طریقہ مراد ہے اس کی وضاحت کریں۔

نیز یہ آیت اگر عام ہے تو یہ **مقدم** ہو گا اور سورۂ حجرات کی وہ آیتیں بھی عام ہو گی کہ **ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لایعقلون** اب دیکھیں نبی ﷺ کی قبر بی بی عائشہ کا کمرہ ہے۔

﴿وقت ختم﴾

مفتی محمد ندیم محمودی صاحب مد ظلہ العالی

الحمدللّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

ہر مناظرہ میں وحدان صاحب کی یہ عادت ہوتی ہے کہ یہ اپنی موضوع سے بھاگتے ہیں نہ ان کے دعوے کا کچھ پتہ چلتا ہے اور نہ دلیل کا۔ ان کا ہمارے ساتھ اعادہ روح پر مناظرہ ہوا تھا لیکن وہاں نسمة المؤمن کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا، حیات النبی پر مناظرہ تھا تو یہ نسمة المؤمن پر بات کر رہا تھا۔ آج جب استشفاع پر مناظرہ ہے تو حیات النبی اور عذاب قبر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ جو عنوان ہے اس پر آجاؤ ادھر اُدھر کی باتوں سے جان نہ چھڑاؤ۔

مولوی صاحب یہ ساری گفتگو لوگ سنیں گے یہ کہنا کہ فلاں نے یہ لکھا وہ لکھا ہے، یہ تضاد وہ تضاد، اس پر وقت ضائع نہ کریں۔ اپنے مقام پر متعدد بار ہم نے دکھایا کہ یہ صرف آپ کا گپ شپ ہے۔ یہاں اگر صرف کتابوں کی وضاحت کریں گے تو دلائل کا وقت خراب ہو گا۔ لہذا اصل مسئلہ کی طرف آئیں میں نے واضح الفاظ میں آپ کو دعویٰ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قبر مبارک پر حاضری کے وقت شفاعت کی درخواست کرنا جائز بلکہ مستحسن اور مستحب ہے، فقہاء امت، اکابرین امت اور علماء نے اپنی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ اس دعویٰ میں آپ کو کیا سمجھ نہیں آرہا ہے بتائیں تاکہ میں وضاحت کروں۔

آپ نے جواب دعویٰ میں لکھا ہے کہ استشفاع من النبی عند قبر النبی ثابت نہیں ، قرآن وحدیث۔۔۔۔ حکم! علماء نے اس کو شرک کہا ہے۔

اب توجہ کریں میں نے استحباب کا حکم لگایا ہے اس نے شرک کا حکم لگایا۔ اب انہیں چاہیے کہ ایک قطعی الثبوت قطعی الدلالت دلیل پیش کریں کہ نبی ﷺ کی قبر پر جاکر (مغفرت کی درخواست کرنا یعنی استشفاع عند قبر النبی ﷺ شرک ہے) دور سے نہیں کیونکہ میں نے وضاحت کی ہے کہ دور و نزدیک نہیں بلکہ صرف عند القبر پر بات ہو گی۔ اور شرط نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ موضوع سے خروج شکست تصور ہو گی۔ لہذا موضوع پر رہیں گے میں آگے چل کر آپ کے دلائل دیکھوں گا۔

پھر مولوی صاحب کہتا ہے کہ خلاصہ کیدانی میں یہ لکھا ہے۔۔۔ آپ پوری زندگی خلاصہ کیدانی اور ان ابتدائی کتابوں سے نہیں نکلیں گے۔ زرا یہ "شامی" بھی اٹھائیں۔ یاد رہے کہ خلاصہ کیدانی والے نے بھی یہی لکھا

ہے لیکن آپ نے عبارت پورا نقل نہیں کیا۔ یہ دیکھیں (شامی) مستحب کی تعریف کر رہے ہیں:

”ما فعله النبی صلی اللہ علیه وسلم مرة وترکه اخریٰ (آگے لکھتے ہیں) ما احبه السلف“

یعنی جو کام نبی ﷺ نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو (اور دوسری تعریف یہ کی ہے کہ مستحب وہ ہے) جسے سلف نے پسند کیا ہو۔

یہ ”شامی“ فرماتے ہیں جو ہماری اور آپ کی مسلّم کتاب ہے۔ آپ ایک بات لیتے ہیں دوسری کو چھوڑتے ہیں۔

پھر مجھے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے (استشفاع) دکھانا ہے۔ جناب میں نے قرآن کریم کو پیش کیا ہے اور تھوڑا صبر کریں میں احادیث کا بھی انبار لگاؤں گا انہیں بھی ملاحظہ کیجئے گا۔

اگر آپ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خود کیا ہو تو نبی ﷺ خود اپنی قبر کے پاس تو (استشفاع کے لئے) نہیں آسکتے البتہ نبی ﷺ کی احادیث سے میں ثابت کروں گا کہ بایں طور یہ ثابت ہوتا ہے۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ استمداد اور استشفاع میں تضاد ہے مولوی صاحب یہ آپ کی کتابوں نے بھی لکھا ہے کہ ترادف ہے یا تضاد، لیکن ہم ادھر نہیں جاتے اصل جو مسئلہ ہے ہمارے اور آپ کے درمیان اس کی طرف آتے ہیں۔ ہماری گفتگو نہ استمداد میں ہے اور نہ ہی توسل میں بلکہ ہماری بحث استشفاع عند قبر النبی ﷺ میں ہے لہذا آپ بھی اسی پر گفتگو کریں۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو فلاں جگہ کافر کہا ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ ۔ مولوی صاحب! آپ حضرات نے ان (حضرت نانوتوی رحمہ اللہ) کو اپنی کتابوں میں قادیانیوں سے تشبیہ دی ہے دیکھیے نداء حق جلد نمبر ا صفحہ ۵۷۵۔ میں اصل عبارت پیش کر سکتا ہوں لیکن بیکار میں وقت ضائع نہیں کر رہا۔ الحمد للہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ ہمارے بڑے ہیں لیکن آپ ان کی وہ عبارتیں جو موضوع سے متعلق نہیں ہیں پیش نہ کریں۔ اگر استشفاع کے موضوع پر آپ کو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی کوئی عبارت معلوم ہو تو اسے سامنے لائیں تاکہ اس پر گفتگو کی جائے، ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کو آپ نے ثم یمیتکم ثم یحییکم میں عذاب قبر کا منکر کہا ہے۔ اوہ بھائی موضوع کی طرف آئیں ورنہ آپ کے اپنے لوگ بھی آپ پر ہنسیں گے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ (فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک) اور (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم) دونوں کو جمع کریں گے تو جناب ان دونوں آیتوں کا حکم الگ الگ ہے، ایک عام ہے (جیسے کہ علماء امت نے لکھا ہے حوالہ جات پچھلی تقریر میں گزر چکے ہیں۔ناقل) دوسرا خاص ہے لہذا دونوں کو یکجا کرنا اور ایک آیت کی بنیاد پر دوسری سے انکار کرنا خالص دجل ہے اس سے کام نہیں لینا۔

پھر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آیت میں جآءوک لفظ ہے جآء قبرک لفظ نہیں ہے تو جناب کیا رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں موجود نہیں ہے ؟ یہ تو آپ پھر مناظرہ حیات النبی ﷺ کی طرف آرہے ہیں کہ روضہ مبارک میں جو جسم اطہر موجود ہے اسے نبی نہیں کہتے جیسے کہ ہم نے آپ کی کتابوں کے حوالے پیش کیے تھے۔

مولوی صاحب نے دو کتابوں (آب حیات اور معارف القرآن) کی جواب دینے کی ناکام کوشش کی اور میں نے جو اعلاء السنن پیش کیا تھا اس کے حوالے کو ہضم کر دیا۔اسی طرح میں نے احسن الفتاویٰ، تفسیر قرطبی، بحر المحیط شعب الایمان کے حوالے میں نے پیش کیے تھے۔

استدلال نمبر۱۰

آگے میں شفاء السقام (صفحہ ۲۰۶) سے امام مالک رحمہ اللہ کا قول پیش کر رہا تھا (لیکن ٹرن ختم ہو گیا۔ناقل) کہ ان کے نزدیک بھی آیت (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم) سے رسول اللہ ﷺ کے قبر کے پاس آکر آنا اور شفاعت کی درخواست کرنا مراد ہے۔

استدلال نمبر۱۱

یہ میرے پاس نشر الطیب ہے جو ہم سب کے روحانی دادا ہیں انہیں تو مشرک نہیں کہیں گے نا؟ حضرت اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۴۳، ۲۴۲ پر تفصیلی روایت نقل کر رہے ہیں۔ میں ان شاءاللہ بعد میں مکمل عبارت پیش کروں گا۔ حضرت لکھتے ہیں:

> ”ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآءوک فاستغفر اللّٰه ...الی آخرہ)اور
>
> میں آپ کے پاس اپنی گناہوں کا استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوں پھر دو شعر پڑھے الخ۔ اور محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے اور غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔“

مولوی صاحب! میں نے مستحب لکھا تھا "شامی" سے مستحب کی تعریف پیش کی اور آپ نے جو خلاصہ کیدانی کا حوالہ دیا ہے آگے انہوں نے بھی یہی (تعریف) لکھا ہے لیکن آپ آدھا حوالہ ہضم کر رہے ہیں۔

استدلال نمبر ۱۲

یہ میرے پاس وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا فتاویٰ ہے (وہ خیر المدارس) جس کا سند آپ بھی لیے پھرتے ہیں۔ اس کے جلد نمبر ا صفحہ ۱۵۷ پر انہوں نے بھی قبر مبارک کے پاس شفاعت کے لئے آنے پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

استدلال نمبر ۱۳

اسی طرح تبلیغی جماعت والے (شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ۔ ناقل) نے بھی فضائل حج صفحہ نمبر ۱۳۶ پر اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سلام کے بعد اللہ جل شانہ سے حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا کریں اور حضور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کریں۔ جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں"

حضرتؒ نے بھی اسی آیت سے (استشفاع عند قبر النبی ﷺ کا) جواز نقل کیا ہے اب انہیں بھی نعوذ باللہ مشرک اور ناسمجھ کہو۔

استدلال نمبر ۱۴

یہ (حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب) تحریراتِ حدیث ہے انہوں نے بھی اسی آیت کے تحت وہ روایت ذکر کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے۔ اب اگر اپنی سند کو باطل کرنا ہے تو ٹھیک ہے اگر سند کو باطل نہیں کرنا ہے تو یہ مسئلہ (استشفاع عند قبر النبی ﷺ) تسلیم کریں۔

استدلال نمبر ۱۵

یہ المغنی لابن خدامہ ہے اس کا جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۱۳ ہے۔ انہوں نے یہی آیت (**ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآءوک فاستغفر اللّٰه ...الی آخرہٖ**) نقل کیا ہے اور آگے لکھتے ہیں:

"وہ اعرابی قبر مبارک کے پاس اور عرض کیا:

"**وقد جئتک مستغفر للذنبی مستشفعا بک الی ربی**"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس اس نے شفاعت کی درخواست کی ہے۔

استدلال نمبر۱۶

یہ میرے پاس محق التقول ہے اس کے صفحہ نمبر ۲۴ پر علامہ کوثری رحمہ اللہ یہی آیت لاتے ہیں غور سے سنیں اور پھر لکھتے ہیں:

" بل فقهاء المذاهب حتي الحنابلة علي شمول الآيت لما بعد الموت "

اس سے پہلے ایک قاعدہ ذکر کیا ہے:

"بما قبل الموت تشخيص بدون حجة عن هوى "

یہ فرماتے ہیں کہ جو تشخیص دنیا کے ساتھ اس کی تشخیص کرتا ہے وہ اپنی خواہش سے ایسا کرتا ہے شریعت کے کسی قاعدے کی بنیاد پر نہیں کرتا اور پھر یہ قاعدہ نقل کرتے ہیں:

"وترک المطلق علیٰ اطلاقہٖ مما اتفق علیه اهل الحق والتقيد لايكون الا بحجة"

یعنی اس کے عموم پر اہل حق متفق ہیں اور جو اسے دنیا کی ظاہری زندگی کے ساتھ مقید کرتے ہیں تو اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

" ولا حجة هنا تقيد الآية.بل فقهاء المذاهب حتي الحنابلة علي شمول الآيت لما بعد الموت والانبياء احياء فی قبورهم "

یعنی دنیا کے ساتھ اس کے مقید کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب کے فقہاء حتی کہ حنابلہ بھی اس (حکم) کو موت کے بعد بھی شامل کرتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

استدلال نمبر۱۷

یہ میرے پاس تفسیر نسفی ہے اس کا جلد نمبر ا اور صفحہ نمبر ۶۷ ہے، یہ بھی اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ وہ

تابعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک پر آیا اور عرض کیا:

”وقد ظلمت نفسی وجئتک استغفر اللّٰہ من ذنبی فاستغفر لی من ربی فنودی من قبر ----“

یعنی قبر سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کر دی۔

مولوی صاحب یہ میں نے قرآن کریم کی آیت پیش کیا ہے اور اس کے تفسیر میں سترہ(۱۷) مفسرین کے اقوال کو پیش کیا ہے۔ اکابرین دیوبند سے بھی تفسیر پیش کیا ہے اور متقدمین سے بھی۔ کوئی ایسا مفسر میں نے پیش نہیں کیا ہے جسے صرف ہم مانتے ہیں اور آپ نہیں مانتے بلکہ مسلّم حضرات کو پیش کیا ہے۔

چیلنج

میری طرف سے آپ کو چیلنج ہے کہ آپ کم از کم ایک ایسا مسلّم مفسر پیش کریں کہ جس نے اس آیت کے تفسیر میں لکھا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک کے پاس آکر دعا کرنا اور شفاعت کی درخواست کرنا شرک ہے، دیدہ باید

احادیث مبارکہ سے دلائل

اب میں احادیث مبارکہ کی طرف آتا ہوں کیونکہ وحدان صاحب نے احادیث پیش کرنے کا مطالبہ کیا تھا ۔یہ میرے پاس ابو داؤد شریف ہے اس کا جلد نمبر ا اور صفحہ ۲۸۶ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما من احد یسلم علی آلا رد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام“

یعنی جو میرے قبر کے پاس آکر سلام کرتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

یہ میرے پاس آپ کے شیخ طیب طاہری صاحب کی کتاب مسلک الاکابر ہے یہ لکھتے ہیں:

”پس اسی طرح قبرستان میں جاکر سلام کرنا دراصل دعائے مغفرت ہے کیونکہ وہ سلام سلام نہیں ہے۔ یہ سلام صرف دعا ہے۔“

(مسلک الاکابر صفحہ ۳۷)

اب دیکھیں السلام علیکم کہنے کو آپ نے ”دعا“ کہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صریح حدیث

میں ہے کہ سلام کا جواب ملتا ہے یعنی دعا کی درخواست بھی کی گئی اور اس کا جواب بھی قبر سے مل گیا، جیسا کہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے۔

یہ میرے پاس **نشر الطیب** صفحہ نمبر ۲۰۰ ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ اسی حدیث سے استشفاع پر استدلال فرماتے ہیں:

"تلخیص: مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت و اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔

1. اعمال امت کا ملاحظہ فرما
2. نماز پڑھنا
3. غذا مناسب اس عالم کے نقش فرمانا
4. سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ۔ سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہے۔"

آگے اشعار نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

"میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کے لئے عرض کرنے کو) نہیں پہنچا مگر کہ اس کی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے ان کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا۔)"

(وقت ختم)

(جاری)

شرائط وضوابط

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاءاللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳: حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵: شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور